Lamhon ki
MUSAFTAIN

Sara Ray

اس کے چہرے پہ برہمی کے تاثرات دور سے بھی صاف دکھائی دے رہے تھے۔ وہ دونوں ایک دوسرے پہ نظریں ٹکائے کھڑے تھے۔ فیما ان دونوں کے بگڑے ہوئے تیور دیکھتی، دل ہی دل میں بہتری کی دعائیں مانگنے لگی۔ ایسا تو کبھی نہیں ہوا تھا، عمارہ کے تیور بتا رہے تھے کہ کچھ برا ہوا ہے۔ جبکہ آنش کے تیور دیکھ کر لگ رہا تھا کہ کچھ برا ہونے جا رہا ہے۔ فیما کو کچھ عرصے پہلے کا واقعہ یاد آگیا جب وہ دونوں اسی طرح ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے۔ اس وقت بھی دونوں کے تیور کافی خطرناک تھے۔ اور پھر جو ہوا تھا اس کے بعد سے عمارہ نے آنش کا سامنا کرنا چھوڑ دیا تھا۔ اگر دونوں کا سامنا ہو بھی جاتا تو وہ کترا کر وہاں سے نکل جاتی۔ لیکن آج اس کا اندازہ انہیں چونکا رہا تھا۔ آج لگ رہا تھا کہ کوئی بڑی بات ہوئی ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے اعصاب پہ کنٹرول کھو بیٹھی ہے۔ فیما کو وہ آتش فشاں کی مانند لگ رہی تھی جو کسی بھی لمحے پھٹنے کو تیار ہو۔ اور اس وقت گھر پہ کوئی بڑا بھی موجود نہیں تھا، یہ بات فیما کو مزید ہولائے دینے لگی۔ وہ جانتی تھیں کہ عمارہ جب بولنے پہ آئے گی تو لحاظ مروت بلائے طاق رکھ دے گی اور یہ بات فیما کی پریشانی کا سبب بن رہی تھی کہ سامنے آنش کھڑا تھا۔ جو کافی عرصے سے اس کی حرکتوں کو نظر انداز کر رہا تھا۔ آج اگر وہ کچھ کہے گی تو خاموش وہ بھی نہیں رہے گا۔ اور اگر آج وہ اپنا ٹیمپر لوز کر بیٹھا تو اسے کوئی نہیں روک سکے گا، کیونکہ اس کے غصے کے سامنے تو حلیمہ میڈم بھی خاموش ہو جاتی ہے۔ وہ پر سکون اعصاب کا مالک تھا لیکن غصے میں اسے نہ تو کچھ دکھائی دیتا تھا اور نہ ہی کچھ سنائی دیتا۔ فیما نے ایک بے بس نظر اوپر ڈالی اور خدا کو یاد کرنے لگی۔ اس کی ایک ہی دعا تھی کہ کسی طرح آنش یہاں سے چلا جائے یا پھر کوئی بڑا گھر میں آجائے، لیکن شاید آج کے دن ان دعاؤں کو قبولیت نہیں ملنے والی تھی۔

اس نے ایک نظر اس کی طرف ڈالی جو ایک ہاتھ پینٹ کی جیب میں اڑسے اور دوسرے سے ریلنگ کو تھامتے ہوئے نیچے آ رہا تھا۔ بھوری جینز پہ میرون سویٹر پہن رکھا تھا۔

اپنے نام کی پکار اس کے منہ سے سن کر پہلے وہ حیران ہوا اور پھر بے یقین، جو لڑکی اس کے سامنے ڈھنگ سے کھڑی نہیں ہو پاتی اب وہ اس کے سامنے تن کر کھڑی تھی۔ نا صرف کھڑی تھی بلکہ وہ غصے سے بڑے آرام سے چلتا وہ اس کے قریب چلا آیا، اور اسے یوں سکون سے کھڑا اسے گھور بھی رہی تھی۔ دیکھ کر وہ بولنا شروع ہو گئی۔

"یو مورون۔۔۔ کل کیا بکواس کر کے آئے ہو۔۔۔؟"

اس کے چلانے پہ سامنے کھڑے وجیہہ شخص کے چہرے پہ غصے کی پرچھائی دیکھائی دی اور ساتھ ہی ساتھ اس کی رگیں بھی تن گئی۔

"اپنے الفاظ پہ غور کرو، کہیں یہ بے احتیاطی تمہیں لے نا ڈوبے۔۔۔"

حتی الامکان اس نے اپنے غصے پہ قابو پانے کی کوشش کی۔ کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اس سے اس لہجے میں بات کر سکے جبکہ وہ نا صرف اس پہ چلا رہی تھی بلکہ اس کے الفاظ اس کا ضبط آزما رہے تھے۔

"نہیں کروں گی، اور کون سی بے احتیاطی۔۔۔؟ تم اس سے بھی زیادہ ڈیزرو کرتے ہو۔۔۔"

اس کے لہجے میں رتی برابر بھی فرق نہیں آیا تھا بلکہ وہ پہلے سے بھی زیادہ زور سے چلائی۔ اس کا یہ انداز اس کی برداشت سے باہر تھا، پھر وہ لب بھینچتا ہوا اس کے قریب چلا آیا۔

"کہو کیا کہنا ہے! سن رہا ہوں میں۔۔۔ مجھے بھی تو پتا چلے، میں کیا ڈیزرو کرتا ہوں۔" وہ چیخ چلا کر بات نہیں کر رہا تھا اس کا لہجہ انتہا کا سرد تھا، جو اس بات کا واضح ثبوت تھا کہ وہ کسی بھی لمحے ضبط کی طنابیں

چھوڑ بیٹھے گا۔ فیما نے بے اختیار جھر جھری لی جبکہ وہ ہر چیز سے بے نیاز بنی اس کی شان میں قصیدے پڑھنا شروع ہو گئی۔

"تم ایک گھٹیا اور بے غیرت انسان ہو۔۔۔ اپنے مفاد کی خاطر دوسروں کی مجبوریوں کا فائدہ اٹھانا تم اچھے سے جانتے ہو۔۔۔ تم ایک نمبر کے باس۔۔۔"

"بسسس۔۔۔" کی چنگھاڑ پہ باقی کے الفاظ اس کے منہ میں ہی رہ گئے۔ وجہ الفاظ نہیں بلکہ اس کا ہاتھ تھا جو چند انچ کے فاصلے پہ ہوا میں ہی معلق رہ گیا۔ اس کی آنکھوں سے شرارے نکل رہے تھے اور ہاتھ پہ ہلکی سی کپکپاہٹ اس کے ضبط کی واضح دلیل تھی۔

فیما کا ہاتھ سیدھا اپنے دل پہ گیا۔ اس کے پاس کوئی ایسا حق نہیں تھا کہ وہ آگے بڑھ کر انہیں روک سکے، وہ یہ سب کچھ دیکھنے پہ مجبور تھی۔ وہ دیکھ رہی تھی کہ وہ کس طرح خود پہ قابو پا رہا تھا شاید اس کے لڑکی ہونے کا لحاظ کر رہا تھا ورنہ اگر اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو شاید اب تک وہ زمین پہ پڑا اپنی زندگی کی بھیک مانگ رہا ہوتا۔

شدت سے مٹھیوں کو بھینچتا، سرخ چہرہ لئے وہ بے ساختہ دو قدم پیچھے ہوا۔

اس کی کیفیت سے بے نیاز اُس نے بے یقینی سے اس کے ہاتھ کو بلند ہوتے پھر اسے دو قدم پیچھے لیتے دیکھا۔ اسے پتا ہی نہیں چل سکا کہ کب اس کی آنکھوں سے سیل رواں جاری ہو گئے۔

"ان سب کے ساتھ ساتھ تم کمزور اور کم ظرف بھی ہو۔۔۔" اس کی آواز آپ ہی آپ پست ہو گئی۔

"تم خود کو بہت بہادر سمجھتے ہو۔۔۔ نہیں ہو تم بہادر۔۔۔ تم ایک کمزور انسان ہو۔۔۔ ایک ایسا انسان جو سچائی برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔ جس میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ سچ سن سکے۔۔۔ خود سچ بول کر

دوسروں کی ذات کے بخیے اُدھیڑ دیتے ہو جبکہ تم میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ خود سچ سن سکو۔۔۔" وہ چھکوں پھکوں روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"تم حقیقت میں نفرت کرنے کے قابل ہو، اور تم سے صرف نفرت ہی کی جاسکتی ہے۔ پہلے میں تمہیں ناپسند کرتی تھی لیکن اب سے میں تم سے صرف نفرت کروں گی۔۔۔۔ صرف نفرت۔۔۔۔ سنا تم نے صرف نفرت۔۔۔" وہ چلائی تھی، ساتھ ہی ساتھ اس نے اپنے آنسو صاف کرنے کی کوشش کی تھی جو کہ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔

"بہت اچھا کیا۔۔۔ بہت ہی اچھا۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ۔۔" اس نے اس کے بلند ہاتھ کی طرف اشارہ کیا جسے وہ مٹھی کی صورت بھینچ کر پیچھے لے جاچکا تھا۔۔۔ "ایک بار پھر سے بہت سی یادیں تازہ کروا گیا، ہر وہ یاد جو میرے ذہن سے محو ہوگئی تھی، ایک بار پھر سے واپس لوٹ آئی ہے۔۔۔"

"میں تم سے نفرت کرتی ہوں اور تم اسی کے مستحق ہو۔۔۔ میری دعا ہے کہ تمہیں کبھی محبت نہ ملے۔۔۔ اگر تمہیں کبھی مل بھی جائے تو وہ تم سے نفرت کرتی ہو۔۔۔" اسے سمجھ نہیں آرہی تھی وہ کیا بول رہی ہے لیکن وہ جذبات میں بولتی چلی گئی، بنا سوچے سمجھے اور انجام کی پرواہ کئے بغیر وہ بس اپنے دل کی کھولن نکال رہی تھی، اور یہ غبار ایک دن کا نہیں بلکہ کافی عرصے کا تھا۔ وہ اسے کم ظرف بول رہی تھی لیکن خود بھی کم ظرفی کا ثبوت دے رہی تھی۔ لیکن اس وقت اس کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سلب ہوگئی تھی۔

مٹر گشتی کے دوران اسے بھوک کا احساس ہوا تو اس نے گھر کی راہ لی۔ اب ماما ناراض ہیں تو کیا ہوا؟ گھر تو اسے جانا ہی تھا۔ اب پوری عمر تو گھر سے باہر گزاری نہیں جاسکتی۔ گھر کی طرف چلتے ہوئے بھی وہ ایک

شاپ سے نکل کر دوسری میں داخل ہو جاتی۔ ساتھ ہی ساتھ ایک نظر آسمان کی طرف ڈال لیتی۔ ایسا وہ اس لئے کر رہی تھی کیونکہ اس جگہ اور یہاں کے لوگوں سے وہ واقف نہیں تھی، پھر ایسے میں اپنی بلڈنگ کا راستہ یاد رکھنے کے لئے اس نے بلڈنگز کی نشاندہی کر لی۔ نیلے رنگ کی لمبی اور خوبصورت بلڈنگ کے ساتھ ہی ایک براؤن کلر کی بلڈنگ جس میں کہیں کہیں شیشے بھی لگے ہوئے تھے کے ساتھ والی براؤن اور گرین کلر کی جو بلڈنگ تھی وہ اس کی تھی۔ مطلب وہ وہاں رہتی تھی۔ شروع شروع میں اسے بہت مشکل پیش آئی تھی تب ہی تصویر نے اسے یہ طریقہ سمجھایا تھا۔ وہ اب اسی پہ عمل کر رہی تھی ساتھ ہی ساتھ دکانوں کی خاک بھی کھنگال رہی تھی۔ تبھی اسے کچھ محسوس ہوا، اپنے شک کو دور کرنے کے لئے اس نے پلٹ کر دیکھا تو چونک اٹھی۔

''شاید مجھے غلط فہمی ہو رہی ہے۔۔۔'' یہ سوچتے ہوئے اس نے پھر سے پلٹ کر دیکھا تو اب بھی وہی دیکھنے کو ملا۔ اب اسے تشویش لاحق ہو گئی تھی۔

''آخر یہ دونوں میرا پیچھا کیوں کر رہے ہیں۔۔۔'' سوچنے کے ساتھ ہی اس نے قدموں کی رفتار بھی مزید تیز کر دی تھی، اسے اپنے ارد گرد خطرے کی بو آ رہی تھی۔ دل میں آیا پلٹ کر نہ دیکھے لیکن تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے ایک بار پھر پیچھے دیکھا تھا۔ اس کے بار بار پیچھے دیکھنے پر وہ دونوں بھی اب محتاط ہو گئے، پھر وہ بھی اپنی رفتار تیز کر چکے تھے۔ ان دونوں سے پیچھا چھڑانے کے لئے وہ کچھ بھی سوچے سمجھے بغیر دوڑ لگا چکی تھی۔

وہ نہیں جانتی تھی وہ کیا بول رہی ہے۔ اس کی زبان پہ جو آیا بولتی چلی گئی۔ اس کی گالوں پہ آنسو بہہ رہے تھے جن کو بے دردی سے صاف کرنے کے ساتھ وہ اس کی طرف دیکھ رہی تھی جو ذرا سا رخ موڑ کر کھڑا تھا۔

"تم نے میری دوست میری ہم راز کو مجھ سے چھین لیا، پھر اس کے ساتھ کیا کیا، اسے کہاں چھوڑ آئے، میں کچھ نہیں جانتی۔۔۔ میں تو یہ تک نہیں جانتی کہ وہ زندہ بھی ہے یا پھر۔۔۔۔۔" آنسوؤں کی وجہ سے اس کی آواز رندھ گئی ہچکیوں نے اسے جملہ مکمل نہیں کرنے دیا تھا۔

"میری صرف ایک ہی دوست تھی تم سے وہ بھی برداشت نہ ہوئی، پھر جب تک تم نے ہمیں الگ نہ کیا تب تک تمہیں سکون نہ ملا۔۔۔ اور پھر میری زندگی میں وہ آیا۔۔۔ اس نے مجھے دوستی کے سہی معنوں سے متعارف کروایا۔۔۔ سب کچھ کتنا اچھا ہو گیا تھا۔۔۔ زندگی زندگی لگنے لگی تھی، اسے جینے کو دل چاہتا تھا لیکن۔۔۔۔ اسے تمہاری ماں نے مجھ سے چھین لیا، دور کر دیا اسے مجھ سے۔ چھین لیں مجھ سے میری خوشیاں۔۔۔" وہ ہذیانی انداز میں چیخ رہی تھی۔

بڑی مشکل سے وہ خود پہ قابو پائے ہوئے تھا۔ وہ اس کی طرف دیکھنے سے گریز برت رہا تھا کیونکہ اگر وہ اس کے چہرے پہ پھیلی نفرت کو دیکھ لیتا تو شاید خود پہ ضبط کھو بیٹھتا۔ لیکن جب برداشت جواب دے گئی تو ہونٹ بھینچے خونخوار نظروں سے اسے دیکھنے لگا جو بولتی چلی جا رہی تھی۔

"اتنے عرصے بعد مجھے پھر سے دوستیں ملی ہیں۔ ان کے ساتھ وقت گزار کر میں اپنی محرومیوں اور تنہائیوں سے پیچھا چھڑا رہی تھی۔ ان کو بھلانے کی کوشش کر رہی تھی، لیکن تم۔۔۔ تم ایک مرتبہ پھر آ گئے، ان سب کو مجھ سے چھیننے کے لئے، مجھ سے دور کرنے کے لئے۔۔۔ لیکن اس بار تم نے بہت غلط

کیا۔۔۔ بہت غلط۔۔۔ جب تمہیں کوئی اور طریقہ نہ ملا تو تم نے مجھے سکول سے کک آؤٹ ہی کروا دیا۔۔۔" آنسوؤں کی روانی میں وہ دانت پیستی بول رہی تھی۔

"تم نے بھی تو گریجویشن اسی سکول سے کی تھی۔ زیادہ عرصہ تو نہیں گزرا۔۔ کچھ سال پہلے کی ہی بات ہے۔ اس دوران کیا کبھی میں نے تمہارے فرینڈز یا ٹیچرز سے کوئی بکواس کی۔۔۔ نہیں ناں۔۔ تو پھر تم یہ کیوں کرتے پھر رہے ہو۔۔۔"

وہ سراپا سوال بنی کھڑی تھی، اور وہ جواب تک خاموش کھڑا تھا اپنا ضبط کھو بیٹھا۔ وہ اس پہ الزام لگا رہی تھی جسے سن کر وہ خود پہ لعنت بھیج رہا تھا کہ کیوں وہ اتنی دیر تک خود پہ ضبط کئے ہوئے تھا۔ پھر ایک ہی جست میں اس تک پہنچ کر وہ اتنی زور سے چلایا کہ بے ساختہ اپنی جگہ سے اچھلی۔

"بند کرو اپنی بکواس۔۔۔ سنا تم نے بند کرو۔ تم مجھے۔۔۔ اپنے ساتھ ملا رہی ہو۔۔ جبکہ ایسا بالکل بھی نہیں ہے۔ نا تو میں تمہاری طرح جھوٹا۔۔ بدتمیز۔۔۔ خودسر اور ضدی تھا اور نہ ہی اپنے ماں باپ کی انتھک محنت کو برباد کرنے سکول جاتا تھا۔ جس مقصد کے لئے وہ مجھے سکول بھیجتے تھے اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے سکول جاتا تھا۔ وہ میرے ماں باپ ہیں، اسی لئے مجھے ان کے خواب اور خوابوں کی تعبیر کو پانے کے لئے کی جانے والی محنت کا اندازہ ہے۔ مجھے اپنی ذمہ داریوں کا۔۔ احساس۔۔۔ ہے۔" احساس پہ زور دیا گیا۔

"مجھے احساس ہے کہ کس طرح وہ ہماری خاطر دن رات خوار ہوتے ہیں۔ وہ کس طرح محنت کر رہے ہیں، اور میں ان کی محنت کو ضائع ہونے نہیں دیتا، اور رہ گئی بات میرے معاملات میں دخل اندازی کی۔۔۔ تو میں نے کبھی ایسا موقع آنے ہی نہیں دیا جس کی بدولت مجھ پہ یا میرے والدین پہ انگلی اٹھائی

جاتی، ورنہ کیا میں تمہاری فطرت سے واقف نہیں ہوں۔ کیا جانتا نہیں ہوں کہ اگر ایسا کوئی موقع آتا تو انگلی اٹھانے والوں میں سب سے پہلا ہاتھ تمہارا ہی ہوتا۔۔۔"

ایک ایک لفظ کو وہ چبا چبا کر ادا کر رہا تھا، اس کی گردن کی رگیں تنی ہوئی تھیں۔ عمارہ نے زخمی نظروں سے اس کی طرف دیکھا، جس کا اس پہ کوئی اثر نہیں ہوا بلکہ وہ اس کی گرے آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پھنکارا۔

"بولنے سے پہلے سوچو۔۔۔"

"تم کن تنہائیوں اور محرومیوں کی بات کر رہی ہو۔ پورا دن تم گھر پہ ٹکتی نہیں ہو۔ ایک بجے تک اپنی ان آوارہ دوستوں کے ساتھ آوارہ گردی کرتی رہتی ہو اور اب میرے سامنے محرومیوں اور تنہائیوں کی بات کر رہی ہو۔ بتانا پسند کرو گی کہ کب اور کس وقت تمہیں کسی کام سے منع کیا گیا ہے۔ ہر چیز تمہیں وافر مقدار میں مل رہی ہے۔ تم یہ سب کچھ ڈیزرو تو نہیں کرتی لیکن اس کے باوجود تمہارا اکاؤنٹ کبھی خالی نہیں ہونے دیا۔۔۔ اگر یہ سب چیزیں محرومیوں میں نہیں آتیں تو مجھے ان چیزوں کا نام گنوا دو جو اس قسم کی کیٹگری میں آتی ہیں کیونکہ میری ناقص عقل میں تو کوئی ایسی بات نہیں سما رہی، تو اب تم ہی یہ بات سمجھا دو۔" دونوں ہاتھ سینے پہ باندھ کر وہ اس سے استفسار کرنے لگا۔

"بہت مذاق اڑا رہے ہو ناں؟۔۔۔ ایک دن آئے گا جب وقت تمہارا مذاق اڑائے گا، پھر تمہیں سمجھ آئے گی کہ تنہائیاں اور محرومیاں کہتے کسے ہیں۔" ایک بار پھر آنسو پلکوں کی باڑ پھلانگ کر بہہ نکلے جن کو بے دردی سے صاف کرتے ہوئے دوڑتے ہوئے وہ اپنے کمرے میں جا بند ہوئی۔

وہ وہیں کھڑا اسے بھاگتے ہوئے دیکھتا رہا پھر اس کے زور سے دروازہ بند کرنے پہ وہ ہوش میں آتا اپنے کمرے کی جانب چل دیا۔ سیڑھیوں کے پاس پہنچ کر وہ گرتے گرتے بچا۔ کوئی چیز اس کے پاؤں کے

نیچے آئی تھی، غصے سے اسے کک کرتا وہ سیڑھیاں چڑھ گیا۔ جب تک وہ دونوں اپنے کمروں میں نہیں چلے گئے تب تک فیما کی زبان دعائیں کرتی رہی۔ بھلے ہی وہ دونوں اس کی عزت کرتے تھے لیکن تھی تو وہ ایک ملازمہ۔ اور ملازمین کو مالکان کے معاملات میں مداخلت کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ فیما نے ایک نظر دونوں کے کمروں کے بند دروازوں پہ ڈالی پھر جھک کر فرش پہ بکھری چیزوں کو بیگ میں ڈالنے لگی۔

وہ جتنا ہو سکتا اتنا تیز دوڑ رہی تھی، وہ بس جلد سے جلد ان دونوں کی نظروں سے اوجھل ہونا چاہ رہی تھی۔ راستے میں آنے والی چیزوں کی پرواہ کئے بغیر وہ بھاگ رہی تھی اور پھر اندھا دھند بھاگنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ بری طرح کسی سے جا ٹکرائی۔ تصادم کافی زوردار تھا، سامنے والے شخص کا تو پتا نہیں لیکن وہ تو گھوم گئی تھی، پھر گرنے سے بچنے کے لئے وہ اسی شخص کا بازو تھام گئی۔ کچھ دیر لگی تھی اسے ساری صورتحال سمجھنے میں، چکراتے سر کو تھامتے ہوئے اس نے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا جو حیرت سے کبھی اسے تو کبھی اپنے بازو کے گرد لپٹے اس کے ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا۔ بجائے اس سے دور ہونے کے وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔ وہ شخص خاموشی سے اس کی حرکتیں نوٹ کر رہا تھا جس کی آنکھیں پہلے حیرت سے پھیلی تھیں پھر وہ ایک جھٹکے سے اس سے دور ہوئی۔ شرمندگی ہی شرمندگی تھی۔ لیکن اگلے ہی لمحے کچھ یاد آنے پہ اس نے پلٹ کر دیکھا تو وہ دونوں اس کے پیچھے ہی آ رہے تھے۔ ان کو یوں آتا دیکھ کر وہ جلدی سے اس کے جانب مڑی تھی جو اس کے سامنے دیوار بنا کھڑا تھا۔

''دیکھیں! بھائی صاحب۔۔۔!'' اس کے بھائی صاحب کہنے پہ سامنے کھڑے شخص نے ناگوای سے اس کی طرف دیکھا پھر منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑایا۔

"دیکھیں! مجھے جانے دیں، میں پہلے ہی بہت پریشان ہوں۔" پریشانی سے پیچھے دیکھتے ہوئے اس نے کہا جہاں وہ دونوں اس تک پہنچ گئے تھے۔ انہیں قریب کھڑے دیکھ کر اس نے وہاں سے دوڑ لگانی چاہی مگر تب ہی اس کا بازو آہنی شکنجے میں آ چکا تھا، اور وہ جو آگے کو جا رہی تھی پلٹ کر اس سے ٹکرائی تھی۔ دونوں کی نظریں ٹکرائیں، وہ گھبرا کر نظریں جھکا گئی۔ پیچھے کھڑے وہ دونوں شخص انہیں گھور رہے تھے، اور وہ خجل ہوتی اپنا بازو اس کی گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس کو نظر انداز کئے وہ شخص اس کے پیچھے کھڑے دونوں آدمیوں کی طرف متوجہ ہوا، اس نے کچھ پوچھا تھا جس کے جواب میں ایک آدمی اونچی آواز میں بولنا شروع ہو گیا، ساری بات سننے کے بعد وہ لب بھینچ گیا تھا۔ وہ ان کی باتیں سمجھنے سے قاصر تھی، لیکن اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے بات اسی کے متعلق ہو رہی تھی۔ پیچھا کرنے والے شخص کا لہجہ کافی غصیلا تھا شاید وہ اس سے کہہ رہا تھا کہ لڑکی کو ہمارے حوالے کر دو، اسی لئے جواب میں وہ شخص ہونٹ بھینچ گیا تھا۔ اس کے اس عمل سے اسے کچھ ڈھارس ملی تھی۔

"دیکھیں! بھائی صاحب۔۔۔ میں نے کچھ غلط نہیں کیا۔" زمانے بھر کی معصومیت اپنے چہرے پہ سجائے وہ اس سے کہہ رہی تھی جو اسے بازو سے تھامے کھڑا تھا۔

"واٹ! بھائی صاحب۔۔۔" بار بار بھائی صاحب کا لفظ سن کر اس کے منہ میں کڑواہٹ گھل گئی، اسی لئے وہ ناگواری سے بولا۔

"تم مجھے بھائی صاحب کہنا بند کرو، اور مجھے بتاؤ۔۔۔ کیا میں تمہیں بھائی صاحب ٹائپ بندہ لگتا ہوں۔۔۔" اس کے پوچھنے پر وہ ٹکر ٹکر اسے دیکھے گئی، بھلا اس نے ایسا بھی کیا کہہ دیا جو وہ اتنا بھڑک رہا تھا۔

kaharifreak.com

"اور اگر تم نے کچھ غلط نہیں کیا تو پھر بھاگ کیوں رہی تھی، تمہیں بھاگتا دیکھ کر یہ تم پر شک کرنے پر مجبور ہو گئے، اسی لئے یہ تمارا پیچھا۔۔۔"

"آپ کو میں مشکوک لگ رہی ہوں۔۔۔" اس کی بات کو کاٹتے ہوئے وہ ایک جھٹکے سے اپنا بازو اس کی گرفت سے آزاد کروا چکی تھی، پھر ایک ہاتھ کمر پر ٹکا کر وہ جلدی سے بولی۔

"نا صرف مشکوک لگ رہی ہو بلکہ الیگل بھی۔۔۔" دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر وہ اس کی تصحیح کر رہا تھا۔ اس کی بات کا مطلب سمجھ آنے پر وہ حیرت سے آنکھیں وا کئے اسے دیکھتی رہی جو بڑے سکون سے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا پھر اگلے ہی لمحے وہ بڑے اعتماد سے بولی۔

"ٹھیک کہا آپ نے، میں الیگل ہوں لیکن آپ یہ بات نہیں جانتے کہ الیگل ہونے کے ساتھ ساتھ میں دو چار قتل بھی کر چکی ہوں۔۔۔" اس نے بڑے اعتماد سے اعتراف کیا، لیکن وہ الگ بات کہ آواز میں شامل کپکپاہٹ پر قابو نہیں پا سکی تھی۔ جبکہ اس کے اعتراف سے سامنے کھڑے شخص نے بوکھلا کر ان دونوں کی طرف دیکھا جن کے کان اس کی اس بات پر کھڑے ہو چکے تھے۔

"میڈم۔۔۔! سوچ سمجھ کر بولو۔ تمہارا بیان تمہیں بے قصور ہوتے ہوئے بھی مجرم بنا سکتا ہے۔۔۔" وہ دانت کچکچا کر بولا لیکن اس پر کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

"سوچ سمجھ کر بلکہ اپنے پورے ہوش و حواس میں بول رہی ہوں کہ میں ال۔۔۔۔" اس سے پہلے وہ مزید گل فشانی کرتی سامنے کھڑے شخص نے اپنا کارڈ نکال کر اس کی آنکھوں کے سامنے کیا، جسے دیکھ کر نا صرف اس کی زبان کو بریک لگی بلکہ اس کی تیزی طراری بھی رفع ہو گئی تھی۔ اس کے کارڈ کو بے یقینی سے دیکھتے ہوئے وہ دونوں ہاتھ منہ پہ رکھتی اپنی بے وقوفی پہ جی بھر کر پشیمان ہونے ہوئی۔ اس نے

ڈرتے ڈرتے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا جو اپنا کارڈ واپس جیب میں رکھ رہا تھا، اس سے ہوتے ہوئے اس کی نظریں ان دونوں کی طرف گئیں جو اسے گھورنے میں مصروف تھے۔

''آئی ایم سوری۔۔۔ اصل میں یہ دونوں بلاوجہ۔۔۔ میرا پیچھا کر رہے تھے، ان دونوں کو اپنے پیچھے آتا دیکھ میں ڈر گئی تھی۔ میں نے واقعی کوئی غلط کام نہیں کیا، میں تو بس ڈر گئی تھی اسی لئے بھاگ رہی تھی۔ اور آپ۔۔۔ آپ نے بھی بنا کچھ بتائے مجھ سے پوچھ گوچھ شروع کر دی تھی۔ آپ کا تفتیشی انداز مجھے غصہ دلا گیا اسی لئے میں وہ سب بولتی چلی گئی۔'' اس کا لہجہ پسپائی اختیار کئے ہوئے تھا۔

''پلیز مجھے جانے دیں۔۔۔ میری ماما میرا انتظار کر رہی ہوں گی۔'' وہ منت سماجت پر اتر آئی تھی۔

''میڈم۔۔۔ یہ دونوں بلاوجہ آپ کا پیچھا نہیں کر رہے تھے۔'' اس نے بلاوجہ پر خاصا زور دے کر کہا تھا۔

''وہ صرف اپنی ڈیوٹی دے رہے تھے، اور ہم آپ کو اتنی آسانی سے کیسے جانے دے سکتے ہیں وہ بھی تب جب کہ آپ اپنے منہ سے اعتراف جرم کر چکی ہیں۔ آپ کا کیا گیا اعتراف اس کیمرے میں ریکارڈ ہو چکا ہے۔'' اس نے اپنے کندھے کی طرف اشارہ کیا تھا۔ وہ تینوں یونیفارم میں نہیں تھے، وہ انہیں عام انسان سمجھ کر ہلکے میں لے رہی تھی لیکن وہ تینوں عام شہری نہیں بلکہ آن ڈیوٹی آفیسر تھے جو سول کپڑوں میں اپنی ڈیوٹی انجام دے رہے تھے۔ اب کی بار اس نے اس کے کندھے کی طرف دیکھا جہاں پر ایک چھوٹا سا کیمرہ نصب کیا ہوا تھا۔ مطلب اتنی دیر سے وہ جو بکواس کر رہی تھی وہ سب اس میں ریکارڈ ہو چکی تھی۔ کیمرے کو دیکھ کر اور ان کے عہدوں کا علم ہونے کے بعد اس کے ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے۔

''دیکھیں بھا۔۔۔'' اس کی گھوری اسے بھائی صاحب کہنے سے روک گئی تھی۔

"میرا مطلب سر دیکھیں۔۔۔۔"

"جی دکھائیں میں دیکھ رہا ہوں۔۔۔" دیکھیں کی تکرار سن کر وہ تھوڑا چڑ گیا تھا۔

"دیکھیں۔۔۔ میں قاتل نہیں ہوں اور نہ ہی میں الیگل ہوں۔۔۔" اس نے تیزی سے اپنی بات مکمل کی تھی اور ایک بار پھر دیکھیں سن کر وہ بھنا ہی گیا تھا۔

"کوئی بھی مجرم اپنا جرم قبول نہیں کرتا، یہ تو ہم ہیں جو ان سے اقبال جرم کرواتے ہیں۔۔" اپنے ہاتھ سینے پر باندھتے ہوئے وہ تمسخرانہ لہجے میں بولا تھا۔

"دیکھیں! مجھے نہیں پتا آپ کیا کہہ رہے ہیں لیکن میرا یقین مانیں میں کوئی غلط لڑکی نہیں ہوں۔ دیکھیں! مجھے تو یہاں آئے ابھی چند دن ہی ہوئے ہیں، یہاں کے لوگ اور یہاں کا ماحول میرے لئے بالکل اجنبی ہے۔ تو اب آپ خود ہی بتائیں میں کیسے کسی کا قتل کر سکتی ہوں؟" اپنی بے بسی پر وہ رونے لگی تھی۔

"آپ کے کہنے کا مطلب ہے اگر آپ کچھ عرصہ پہلے یہاں آتیں تو ضرور ایسا کر گزرتیں۔" اس کے دوبدو بولنے پر وہ نفی میں گردن ہلانے کے ساتھ ساتھ اور بھی شدت سے رونے لگی تھی۔ اس کو روتا دیکھ وہ تھوڑا نرم پڑ گیا تھا۔

"اپنا آئی ڈی کارڈ دکھاؤ۔" اس کے اس سوال پہ وہ رونا دھونا بھول کر ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"آئی ڈی کارڈ۔۔۔"

"ہاں۔۔۔ آئی ڈی کارڈ۔۔ دکھاؤ کہاں ہے۔۔۔"

"وہ تو نہیں ہے۔۔۔" اس نے تھوک نگلتے ہوئے خوف زدہ ہوتے ہوئے کہا تھا۔

"تمہارے پاس آئی ڈی کارڈ نہیں ہے۔۔۔" اس نے حیرت سے پوچھا تھا پھر سنبھل کر بولا تھا۔

"پھر تو تمہارا گرفتار ہونا بنتا ہے۔" اپنی جیب سے ہتھکڑی نکالتے ہوئے وہ اس کے سامنے لہرا چکا تھا، جیسے دیکھتے ہی اس کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیل گئی تھیں۔

"دیکھیں! میں نے آئی ڈی کارڈ بنوایا تھا لیکن گورنمنٹ نے مجھے آئی ڈی کارڈ نہیں دیا تو اس میں میرا کیا قصور۔۔۔" ہتھکڑی کو دیکھتے ہوئے اس نے کہا تھا۔

"ایسا کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ تم نے آئی ڈی کارڈ بنوانے کے لئے ریکویسٹ کی ہو اور گورنمنٹ نے تمہیں آئی ڈی ایشو نا کیا ہو، اس کا مطلب تم واقعی الیگل ہو۔۔۔"

"نہیں۔۔۔ نہیں، یقین جانیں میں الیگل نہیں ہوں، میرے پاس ویزا ہے۔ اور میں سچ کہہ رہی ہوں میں نے کارڈ کے لئے اپلائی کیا تھا پر انہوں نے ابھی مجھے کارڈ نہیں دیا بلکہ آئی ڈی کارڈ کا پیپر دے دیا اور کہا کارڈ دو ہفتے بعد ملے گا۔" وہ پھر سے رونے لگی تھی اور اصل بات تو اس نے اب بتائی تھی، جیسے سمجھنے کے بعد وہ اسے ساتھ چلنے کو بول رہا تھا۔

"مجھے۔۔۔ مجھے نہیں جانا آپ لوگوں کے ساتھ۔۔۔" ان تینوں کو خوفزدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے اس نے کہا تو وہ زچ ہو گیا۔

"خاموشی سے میرے ساتھ چلو، اور جان لو اب اگر تم نے کوئی چوں چراں کی تو اٹھا کر جیل میں ڈال دوں گا۔ اور اب جلدی سے اپنے گھر کا ایڈریس بتاؤ۔۔۔" وہ آگے چلتے ہوئے پوچھ رہا تھا لیکن اس کی اگلی بات پر اسے رکنا پڑا۔

"گھر کا ایڈریس تو مجھے نہیں آتا، کیونکہ مجھے یہاں۔۔۔"

"جانتا ہوں تمہیں یہاں آئے چند دن ہوئے ہیں لیکن اس دنیا میں آئے تو عرصہ ہو چکا ہے۔"

"دیکھیں مجھے سچ میں نہیں پتا۔۔۔"

"سوائے دکھانے کے تمہیں کچھ آتا بھی ہے۔" اب وہ واقعی زچ ہو گیا تھا کیونکہ یہ لڑکی کافی دیر سے اس کا دماغ اور وقت دونوں ہی ضائع کر رہی تھی۔

"گھر کا ایڈریس نہیں پتا لیکن گھر کا راستہ تو پتا ہے۔" اب کی بار اس نے سر سے لے کر پاؤں تک اس کا جائزہ لیا تھا جیسے دیکھنا چاہ رہا ہو کہ سچ مچ وہ ایسی ہے یا بن رہی ہے۔

"چلیں پھر دکھائیں راستہ۔۔۔"

"وہ جو دور سے کالے شیشوں والی بلڈنگ دکھائی دے رہی ہے ناں۔۔" اس نے سامنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جہاں ایک دیو قامت بلڈنگ کھڑی تھی۔

"اس کے پیچھے جو وائٹ بلڈنگ چھپی ہوئی ہے وہی میری بلڈنگ ہے۔" وہ پرجوش انداز میں بتا رہی تھی اور اس کے راستہ یاد کرنے کے انداز پہ وہ عش عش کر اٹھا تھا۔ اس طرح تو وہ کبھی بھی راستہ نہیں بھول سکتی تھی۔

"ایک بات یاد رکھنا، اب اگر کوئی غلطی کی تو معافی نہیں ملے گی۔" اس کے باور کروانے پہ وہ اثبات میں گردن ہلا گئی تھی۔ پھر وہ بلڈنگز کو دیکھ کر ان کے ساتھ چلنے لگی۔ دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہی تھی۔ ساتھ ہی تصویر کا بھی جس نے اسے دوسرے دن ہی بلڈنگز کی نشاندہی کروا دی تھی۔ بقول تصویر کے

"اگر تم کبھی راستہ بھول جاؤ تو گھبرانے کی بجائے ان بلڈنگز کو دیکھ لینا، یہ راستہ تعین کرنے میں تمہاری مدد کریں گے۔" اس وقت تو وہ بے دھیانی سے سنتی رہی لیکن اب سوچ رہی تھی کہ گھر پہنچ کر تصویر کا شکریہ ضرور ادا کرے گی۔

وہ اپنے گھر کے فلیٹ کے سامنے کھڑی تھی۔ اس کے ساتھ ہی وہ تینوں کھڑے تھے، فلیٹ کا جائزہ لینے کے بعد وہ ارد گرد بھی نظریں دوڑا رہے تھے۔

"دروازہ کیا اپنے آپ ہی کھلے گا۔۔۔"

اس کے پوچھنے پہ وہ ہڑبڑا کر ڈور بیل کی طرف ہاتھ بڑھا چکی تھی۔ ڈور بیل کی آواز ارد گرد پھیل رہی تھی لیکن کوئی رسپانس نہیں مل رہا تھا۔ دل ہی دل میں وہ اللہ کو یاد کرنے کے ساتھ ایک دفعہ پھر سے بیل بجا رہی تھی۔ وہ بس جلدی سے ان تینوں سے جان چھڑوانا چاہتی تھی، لیکن اگر اس شخص سے جان چھوٹ گئی تو پھر ماما۔۔۔ اسے نہیں چھوڑیں گی۔ ماما کا خیال آتے ہی اسے کچھ گھنٹوں پہلے والا واقعہ یاد آ گیا تھا۔ اس وقت وہ ان سے اپنے اصلی ماں باپ کا پتا پوچھ رہی تھی اور اب۔۔۔ اب جب واپس آئی تو ماموں کو ساتھ لے کر آئی تھی۔ ویسے تو شاید اسے معافی مل ہی جاتی لیکن اب تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ وہ مسلسل بیل دے رہی تھی لیکن دروازہ کھلنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ اب تو اس کا دماغ بھی آؤٹ ہونے لگا تھا دل کر رہا تھا کہ تمیز تہذیب کا دامن چھوڑ کر دروازے کو پیٹنا شروع کر دے، آخر اتنی بھی کیا بے خبری۔ اچانک اس کا دھیان اپنے پیچھے کھڑے شخص کی طرف گیا۔۔۔ وہ تو پہلے ہی بھنایا ہوا تھا۔ اس نے گردن کو ترچھا کرتے ہوئے، چہرے پہ مصنوعی مسکراہٹ سجاتے ہوئے دیکھا جو غصے سے اسے ہی گھور رہا تھا۔ اس کی گھوری پہ وہ جلدی سے رخ واپس موڑ گئی تھی۔

جب بلڈنگ کے سامنے آکر اس نے پاسورڈ لگانے کا کہا، تو وہ کھسیانی ہو کر ہنس دی تھی۔ پھر ایمرجنسی نمبر ڈائل کرنے کے بعد اس نے کچھ کہا تو دروازہ کھول دیا گیا تھا۔ پھر ریسپشن پہ کارڈ دیکھانے کے بعد وہ لفٹ لابی میں چلے آئے پھر اس کے بتائے ہوئے فلور پہ پہنچ کر وہ اب اس کے فلیٹ کے سامنے کھڑے تھے۔ اب تو اسے بھی شک ہو رہا تھا۔ پہلے وہ کارڈ کے بغیر گھر سے باہر نکلی تھی پھر اسے گھر کا ایڈریس بھی یاد نہیں تھا، اللہ اللہ کر کے بلڈنگ تک پہنچے تو بلڈنگ کا پاسورڈ یاد نہیں تھا، اور اب وہ فلیٹ کے سامنے کھڑے تھے، جیسے وہ اپنا گھر کہہ رہی تھی۔ پچھلے دس منٹ سے وہ دروازہ کھلنے کا انتظار کر رہے تھے لیکن اندر سے جواب ندارد۔

وہ خود گھبرائی ہوئی لگ رہی تھی۔ اگر گھر پہ کوئی نہ ہوا تو وہ اسے مجرم سمجھ کر اپنی حراست میں لے لیں گے، ابھی وہ یہ سوچ ہی رہی تھی کہ اسے اپنے پیچھے کلک کی آواز سن کر وہ ششدر رہ گئی تھی۔ وہ اسے پلٹنے کو بول رہا تھا لیکن گرفتاری کا سوچ کر اس کی روح فنا ہو رہی تھی۔ اس سے پہلے وہ اسے اپنے ساتھ پولیس اسٹیشن لے جاتا تبھی دروازہ پہ کھٹ پٹ ہونے لگی۔ دروازے کو کھلتے دیکھ اس کی سانس پھر سے بحال ہو رہی تھی۔ لیکن ماما کی باتیں سن کر اس کی سانس پھر سے اٹکنا شروع ہو گئی تھی۔

"مل آئی اپنے ماں باپ سے۔ کیسے ماں باپ تھے جو تمہیں تھوڑی دیر بھی برداشت نہیں کر پائے، چلو کیا ہوا اگر وہ تمہیں برداشت نہیں کر پائے، تم تو ڈھیٹ ہو تم کیوں چلی آئی۔ پڑی رہتی وہیں پہ، اب یہاں کیا لینی آئی ہو۔" ماما کی آواز باآسانی اس تک پہنچ رہی تھی بلکہ اس کے پیچھے کھڑے آفیسرز تک بھی۔ چلو دو آفیسرز تو چائینیز تھے کوئی بھی بات انہیں سمجھ نہیں آئی ہو گی لیکن اس کی پشت پہ کھڑے بھائی صاحب تو ایشین تھے اور ان کو تو ساری باتیں آسانی سے سمجھ آ رہی ہوں گی یہ ہی سوچ اسے شرمندگی کی اتھا گہرائیوں میں دھکیل رہی تھی۔ صد شکر انہوں نے آگے کچھ بولنے سے پہلے ہی دروازہ کھول دیا تھا

اور پھر دروازہ کھلتے ہی ان کی بولتی بند ہو گئی تھی۔ کبھی وہ اپنی بیٹی کو دیکھتیں اور کبھی اس کے پیچھے کھڑے تینوں مردوں کو۔ وہ سارا ماجرہ سمجھنے سے قاصر تھیں اسی لئے منہ کھولے انہیں تک رہی تھیں۔ لیکن اگلے ہی لمحے دانت کچکچا کر بولی تھیں۔

"جی۔۔۔ کون ہیں آپ۔۔؟"

"ہم پولیس ڈیپارٹمنٹ سے ہیں۔۔۔" بھائی صاحب نے اپنا تعارف کروایا تو ماما بھونچکا رہ گئی تھیں۔ انہوں نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا جو معصوم بننے کی کوشش کر رہی تھی اور اس کی یہ ہی معصومیت اسے تاؤ دلا رہی تھی۔

"اصل میں یہ سڑکوں پر مٹر گشتی کرتی پائی گئی ہیں، ان کی حرکتیں کافی مشکوک تھیں جس کی وجہ سے ان کو انویسٹیگیٹ کرنا پڑا۔ انہوں نے بتایا ہے کہ یہ چند دن پہلے ہی یہاں آئی ہیں۔" وہ من و عن کے ساتھ سارا قصہ ان کے گوش گزار کر چکا تھا۔ لیکن ان کی تھوڑی دیر پہلے کی گفتگو اسے شش و پنج میں مبتلا کر رہی تھی وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ آیا وہ اس کی ماں ہی ہے یا پھر کوئی رشتے دار۔

"کیا آپ بتانا پسند کریں گی کہ آپ کا اس سے کیا رشتہ ہے۔ اور کیا یہ یہیں رہتی ہیں۔۔۔ اور آپ سے التماس ہے کہ اس کی پیپر آئی ڈی ہمیں دیکھا دیں۔۔۔" دوسرے لفظوں میں وہ یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ ان کا مزید وقت برباد نہ کیا جایا۔

اس کے پوچھنے پہ دونوں ماں بیٹی نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تھا۔ پھر ماما کے چہرے پر غصے کی بجائے تمسخر پھیل گیا تھا، ساتھ ہی وہ اشارے سے پوچھ رہی تھیں۔ "بتا دوں انہیں کہ ہمارا کوئی رشتہ نہیں۔۔۔"

ماما کے چہرے پر پھیلی تمسخرانہ مسکراہٹ دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو رہے تھے پھر وہ معصوم سی شکل بنا کر انہیں دیکھنے کے ساتھ ساتھ خود کو کوس بھی رہی تھی۔

"کیا ضرورت تھی ماما کو تنگ کرنے کی، سہی کہا ہے کسی نے جس نے ماں کو ستایا، اس نے پولیس اسٹیشن ہی پایا۔۔۔" ایک نظر اس کی شکل کو دیکھ کر ماما اندر چلی گئی تھیں۔ انہوں نے صرف دروازہ ہی کھولا تھا دروازے کے سامنے لگی گرل ابھی بھی بند تھی۔ عجیب کشمکش میں گھری وہ ایک نظر اپنے پیچھے کھڑے آفیسرز کو دیکھنے کے بعد دوبارہ گھر کو دیکھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ماما نے گرل کے اندر بنی سلاخوں کے درمیان سے ڈاکومنٹس ان کی طرف بڑھا دیئے تھے۔ پیپرز کو دیکھنے کے بعد وہ مشین کے اندر اس کا نمبر ریکارڈ کرنے لگے تھے۔ پھر کچھ دیر وہ تینوں آپس میں ڈسکس کرتے رہے اس کے بعد وہ ان سے مخاطب ہوا تھا۔

"آپ اس کی والدہ ہیں۔۔۔؟"

"آپ کو کوئی شک ہے۔۔۔" ماما کے بولنے سے پہلے ہی اس نے تڑخ کر جواب دیا تھا۔

ایک سنجیدہ نظر اس پہ ڈالنے کے بعد وہ واپسی کے لئے پلٹ گئے تھے لیکن جاتے ہوئے وہ کہنا نہیں بھولا تھا۔

"گھر سے نکلتے وقت ان چیزوں کو ساتھ لے کر نکلنا کیونکہ اگر تم دوبارہ ان چیزوں کے بغیر پائی گئی تو تمہارے اوپر سخت کارروائی کی جائے گی۔" اپنی بات کہنے کے بعد وہ دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے اس طرح دیکھنے پہ ماما دروازہ کھول چکی تھیں پھر اس کے اندر داخل ہونے کے بعد وہ وہاں سے چلا گیا۔ دروازہ بند کرنے کے بعد جیسے ہی وہ پلٹی تو ماما کو گھورتے پایا۔ ان کی گھوریوں کو نظر انداز کرتی وہ

کمرے میں جا بند ہوئی تھی۔ اور وہ کمرے میں تب تک رہنے والی تھی جب تک دوسرے افراد گھر تشریف نہیں لے آتے۔

معمول کے مطابق تیار ہو کر جیسے ہی وہ ڈائننگ ٹیبل پہ پہنچی تو اس کی موجودگی پا کر وہ سیخ پا ہو گئی۔ فیما جو کہ اس کا ناشتہ ٹیبل پہ لگا رہی تھیں انہوں نے مسکراہٹ کے ساتھ اس کا استقبال کیا تھا۔ آنش کو دیکھ کر اس کے حلق تک کڑواہٹ گھل گئی وہ مزید یہاں ٹھہرنا نہیں چاہتی تھی اسی لئے بنا ناشتہ کیے چل دی لیکن فیما کی پکار پہ اسے رکنا پڑا تھا۔

"ایمی۔۔۔ ناشتہ تو کرتی جاؤ۔۔۔" فیما کی آواز پہ اس کے ہاتھ ایک لمحے کو رکے تھے لیکن اگلے ہی لمحے وہ پھر سے ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

"میں اس ناشتے کی حقدار نہیں ہوں۔" ایک نظر ناشتہ کرنے میں مگن آنش پہ ڈال کر وہ فیما کی طرف پلٹی اور پھر اسے مزید جلانے کو بولی تھی۔

"یہ ناشتہ انہیں بہت بہت مبارک ہو جن کو احساس۔۔۔ ہے کہ ان کے ماں باپ ان کے لئے دن رات خوار ہوتے ہیں۔۔۔" اس نے احساس پر زور دیتے ہوئے کہا پھر باہر کی جانب قدم بڑھا دیئے۔

اس کی نظریں خود پہ محسوس کرتا وہ بے نیازی سے ناشتہ کرتا رہا لیکن اس کی آخری بات پہ وہ پیچ و تاب کھا کر رہ گیا۔ ایک نظر پلیٹ پہ ڈالنے کے بعد 'اس نے چھری اور کانٹے کو پلیٹ میں پٹخنے کے انداز میں رکھا۔ وہ خود تو چلی گئی تھی لیکن اسے مٹھیاں بھینچنے پہ مجبور کر گئی تھی۔ فیما نے اسے دیکھا جو اپنے غصے کو

کنٹرول کرنے کے لئے جوس کا گلاس ہونٹوں سے لگا گیا۔ وہ تاسف سے سر ہلانے کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتی تھیں۔

ایک بار پھر وہ مسٹر یونگ کے سامنے کھڑی تھی۔ آج پھر وہ غصے سے اس پہ چلا رہے تھے۔

"اگر تم اس سکول میں چند دنوں کے لئے قیام پذیر ہو تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم یہاں کے قوانین کی خلاف ورزی کرو گی اور تم سے کوئی پوچھ گچھ بھی نہیں کی جائے گی۔۔۔ ایک بات اچھے سے ذہن نشین کر لو چاہے تم یہاں ایک دن کے لئے رکو یا ایک سیکنڈ کے لئے، اگر تم نے ڈسپلن کو توڑنے کی کوشش کی تو اس کا انجام تمہارے حق میں اچھا نہیں ہو گا۔۔۔ زیادہ دور نہیں جاتے، ابھی کل کی ہی بات ہے تم نے اپنا اکٹوپس کارڈ سوائپ نہیں کیا تھا اور آج۔۔۔ آج بھی یہ ہی حرکت کی ہے۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں تم نے ایسا کیوں کیا ہے۔۔۔؟"

"سوری سر میں آئیندہ یہاں کے قوانین نہیں توڑوں گی۔۔۔" سر جھکائے معذرت کی گئی۔

تھوڑی دیر بعد ایک پیپر اس کی نظروں کے سامنے لہرایا۔ اسنے سر اٹھا کر دیکھا تو مسٹر یونگ پیپر ہاتھ میں لئے کھڑا تھا، ان کے اشارہ کرنے پہ اس نے پیپر تھام کر اس پہ نظر ڈالی جس کے شروع میں ایک لائن لکھی ہوئی تھی باقی کا سارا پیپر خالی تھا۔

"اس لائن کو دو سو مرتبہ لکھنا ہے تمہیں اور سکول ختم ہونے کے بعد دو گھنٹے یہاں رکنا ہو گا۔۔۔ انڈرسٹینڈ۔۔۔۔"

"یس سر۔۔۔۔"

''یو مے ناؤ سٹ۔۔''

اجازت ملتے ہی وہ اپنی کل والی نشست سنبھال چکی تھی۔ کچھ دیر بعد مسٹر یونگ نے اس کے سامنے ایگزیم شیٹ رکھنے کے بعد سامنے لگے بورڈ پر ٹائم لکھا اور پھر جا کر اپنی نشست پہ بیٹھ گئے۔ نام، کلاس نمبر اور تاریخ لکھنے کے بعد وہ پین پکڑ کر پیپر کو گھورتی رہی۔ کل کی طرح آج بھی اس نے پیپر لکھنا گوارہ نہیں کیا تھا۔ مسٹر یونگ کام کرنے کے ساتھ ایک آدھ نظر اس پہ بھی ڈال لیتے اور پھر سے کام میں مصروف ہو جاتے۔

سورج پوری شان کے ساتھ نکلنے کے بعد اب پورے آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا۔ سردی کا موسم ہونے کے باوجود گرمیوں کا گمان ہو رہا تھا۔ ویسے بھی سمندری علاقہ ہونے کی وجہ سے یہاں دوسرے ملکوں کی بہ نسبت کبھی موسم گرم ہو جاتا تو کبھی سرد۔ اٹھارہویں منزل کے ایک فلیٹ میں کھڑکیوں کے پردے ان کے سامنے سے ہٹا دیئے گئے تھے۔ سورج کی کرنیں چھن کر گلاس ونڈو سے کچن میں داخل ہو رہی تھیں۔ ڈائینگ ٹیبل کے گرد دو نفوس ناشتہ کرنے میں مصروف تھے۔ تھوڑی دیر بعد چھری اور کانٹوں کے ساتھ ان دونوں کی آواز بھی کچن میں پھیل جاتی تھی۔

فون بیل کی آواز پہ وہ چونک کر اس طرف متوجہ ہوا۔ ایک نظر اسکرین پہ ڈالنے کے بعد یس کا بٹن دباتے ہوئے وہ فون کان سے لگا چکا تھا۔

''ہیلو۔۔۔'' اس کے ہیلو کہنے پر دوسری طرف سے کچھ کہا گیا تو وہ خاموشی سے سننے لگا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ میں آپ کو کچھ دیر میں آفس میں ملوں گا۔" بات کرتے ہوئے وہ اپنی نشست چھوڑ چکا تھا۔ پھر فون کو دوسرے ہاتھ میں منتقل کرنے کے بعد اس نے کرسی کی پشت پہ لٹکے اپنے کوٹ کو بازو پہ رکھا تب تک رابطہ منقطع ہو چکا تھا۔ اس کی بیوی بھی اس کے ساتھ ہی نشست چھوڑ کر کھڑی ہو گئی پھر اس کے ہاتھ سے کوٹ لیتے ہوئے انہیں پہنانے لگی تو وہ اسکی اس عادت پہ مسکرائے بغیر نہ رہ سکے۔

"کہاں جا رہے ہیں۔۔۔" اس کو فون کی طرف متوجہ دیکھ کر وہ مسکراتے ہوئے پوچھ رہی تھیں لیکن اس کا لہجہ اس کی مسکراہٹ کا ساتھ نہیں دے پا رہا تھا۔

"شک کر رہی ہو۔۔۔" اس نے بھنویں اٹھا کر پوچھا تو وہ گردن نہ میں ہلا گئی۔

"نہیں۔۔۔ بس جاننا چاہ رہی ہوں کہ آپ کہاں جا رہے ہیں۔۔۔" ان کے کوٹ کے بٹن درست کرتے ہوئے وہ سنجیدگی سے پوچھنے لگی۔

"ایک دوست سے ملنے جا رہا ہوں۔۔ ایسا کرو تم بھی ساتھ چلو۔۔۔"

"نہیں اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔" اسکی پیشکش کو رد کرتے ہوئے وہ اپنی چیزیں اٹھا کر باہر نکل گئی تو وہ بھی کندھے اچکاتے ہوئے اسکے پیچھے چلنے لگا۔ بلڈنگ سے پارکنگ ایریا تک دونوں ساتھ ہی گئے تھے پھر اپنی اپنی گاڑیوں میں بیٹھ کر اپنی اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ اپنی بیوی کو ٹرن لیتا دیکھ کر اس نے ڈرائیور کو ایڈریس سمجھایا اور پھر میک بک اٹھا کر میلز چیک کرنا شروع کر دی۔

کچھ دیر بعد ڈرائیور نے مطلوبہ جگہ کے بارے میں بتایا تو وہ اسے وہیں بیٹھا رہنے کا بول کر خود باہر نکل آیا۔ ایک نظر اپنے سامنے کھڑی قد آور عمارت پہ ڈالی تو کئی منظر اس کے ذہن کے پردے پہ لہرانے لگے جنہیں جھٹکنے کے ساتھ ہی وہ بلڈنگ کی طرف بڑھ گیا۔ پھر پاسورڈ لگانے کے ساتھ وہ سوچ رہا تھا کہ

حیرت ہے اتنا عرصہ ہو گیا اور اس نے ابھی تک پاسورڈ تبدیل نہیں کیا۔ کلک کی آواز سے دروازہ کھل گیا تو وہ بھاری دروازے کو دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہو گیا۔ لیکن ایک گارڈ نے اُسے آگے بڑھنے سے روک دیا تھا۔

وہ گارڈ کے قریب چلا آیا اور پھر اس سے مطلوبہ فلور پہ رہنے والے گھرانے کا پوچھا تو جو خبر انہیں ملی وہ ان کی ایکسائیٹمنٹ کو منٹوں میں اڑن چھو کر گئی۔ گارڈ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے وہ بلڈنگ سے باہر نکل کر قدم کار کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے قدم آگے کو اٹھ رہے تھے لیکن سوچیں بہت پیچھے بھٹک رہی تھیں۔

"تو کیا واقعی ہمارے درمیان اتنی دوریاں آگئی ہیں کہ آپ لوگ یہاں سے موو کر گئے اور مجھے خبر تک نہ ہو سکی۔" ایک نظر عمارت پہ ڈال کر وہ اپنے بھائی سے شکوہ کر رہا تھا جو صرف اس کے کانوں تک ہی محدود رہا۔

دو سو لائنز چائینیز میں لکھنے کے بعد وہ دو گھنٹے بیٹھ کر سزا کاٹ رہی تھی۔ ابھی سزا ختم ہونے میں کچھ وقت رہتا تھا جب مسٹر یونگ اس کے سامنے سے پیپر اٹھا کر چیک کرنے لگا۔ پھر اسے ریڈنگ بک تھمانے کے بعد اپنی سیٹ پہ براجمان ہو گیا۔ اللہ اللہ کر کے وقت گزرا اور اس کی سزا ختم ہوئی۔ ایک نظر ریسٹ واچ پہ ڈالنے کے بعد مسٹر یونگ اسے آج پھر خود سکول سے باہر چھوڑنے آیا تھا۔ اس کے جانے کے بعد اس نے بھی واپسی کے لئے قدم بڑھا دیئے۔

وہ اپنے دھیان میں چلتی جا رہی تھی کہ کسی کے ٹانگ اڑانے پہ منہ کے بل گری۔ گرنے سے بچنے کے لئے اس نے ہاتھوں کا سہارا لیا لیکن کامیاب نہ ہو سکی اور پھر زمین بوس ہو گئی تھی۔ کھردری جگہ ہونے

کی وجہ سے اس کے دونوں بازو کہنیوں تک چھل گئے تھے البتہ ہاتھوں کی وجہ سے منہ کی بچت ہو گئی تھی۔ ایک لڑکی نے جلدی سے اسے اٹھانا چاہا تو وہ اس کا ہاتھ جھٹکتی خود ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔ دونوں ہاتھوں کو جھاڑنے کے بعد اس نے شرٹ کو سامنے سے جھاڑا۔ پھر گھٹنوں پر لگی گرد کو جھاڑنے کے لئے جھکی تو اسے تکلیف کا احساس ہوا تھا۔ اگر ٹراؤزر پہنا ہوتا تو شاید اس کی بچت ہو جاتی لیکن اس نے سکرٹ پہن رکھی تھی۔ ایک نظر اپنے زخموں پہ ڈال کر اس نے سامنے دیکھا جہاں کھوزومی تمسخرانہ انداز میں ہنس رہی تھی۔ اس کی بتیسی دیکھ کر وہ اس کے قریب چلی آئی پھر ایک زوردار مکا اس کے منہ پہ جڑ دیا۔ مکا کافی زور آور تھا۔ کھوزومی درد سے بلبلا اٹھی۔ ساتھ ہی اس کی ناک سے خون بہنا شروع ہو گیا تھا۔ اس سے پہلے کھوزومی پیچھے ہٹتی وہ اسے کالر سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچ کر پھنکاری تھی۔

"تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی مجھے گرانے کی۔۔۔ ویسے داد دینی ہو گی تمہاری اس جرت کی۔۔۔۔ تم نے ابھی میری دوستی کا مزہ چکھا ہے دشمنی پالنے کی کوشش مت کرو ورنہ۔۔ جو ہو وہ بھی نہیں رہو گی۔۔۔" ایک جھٹکے سے اسے چھوڑ کر وہ ہاتھ جھاڑ کر چلنے لگی۔ اس جھٹکے پہ اگر وہ بروقت دیوار کا سہارا نہ لیتی تو گر جاتی۔ اس کو جاتا دیکھ آلیکہ نے اسے آواز لگائی تھی اس نے گردن موڑ کر اس کی طرف دیکھا لیکن رکی نہیں۔ آلیکہ بھاگ کر اس تک پہنچی۔

"مجھے تم سے کچھ پوچھنا ہے۔" خاموشی سے چلتے ہوئے وہ ایسے شو کر رہی تھی جیسے کچھ سنا ہی نہیں۔ لیکن آلیکہ کو اپنے سوال کا جواب چاہیے تھا اسی لئے دوبارہ بول پڑی تھی۔

"تم نے اینجل کے اکاؤنٹ میں کتنی رقم ٹرانسفر کی تھی۔۔۔" اب وہ اس کے سامنے دیوار بن کر کھڑی ہو گئی۔

"نن آف یور کنسرن۔۔۔" اس کی لاپرواہی پہ آلیکہ جھنجھلا گئی۔

"میرا کنسرن کیوں نہیں ہے۔۔۔؟ تم نے ہمارے حصے کی رقم بھی ادا کر دی، محترمہ تم نے اکیلی نے عیش نہیں کی تھی ہم چاروں بھی ساتھ تھیں اور اب تم۔۔۔" وہ درمیان میں ٹوکتی بولی۔

"اگر میں نے رقم ادا کر دی تو کیا ہوا۔۔ کیا میں نے تم لوگوں سے کچھ کہا ہے یا رقم کا مطالبہ کیا ہے جو تم یوں پوچھ رہی ہو۔ ویسے بھی میں اینجل سے کہہ چکی تھی کہ جب کنسرٹ ہو گا تو رقم میں ادا کروں گی۔ اس لئے راستے سے ہٹ جاؤ کیونکہ اس وقت میرے سینس اچھے سے کام نہیں کر رہے اور بلاوجہ تمہیں کچھ ایسا کہہ دو کہ بعد میں مجھے پچھتاوا ہو۔۔" اسے سامنے سے نہ ہٹتا دیکھ وہ اس کی سائیڈ سے نکلتی چلی گئی اور پیچھے وہ اسے تاسف سے دیکھتی رہ گئی۔

وہ ابھی آکر اپنی سیٹ پر بیٹھی ہی تھیں جب اسکی نظر ایک پیپر پہ پڑی تو وہ جلدی سے اس پیپر کو اٹھا کر اسے پڑھنے لگی۔ جیسے جیسے وہ پڑھتی جا رہی تھی ویسے ویسے اس کے ماتھے پر لاتعداد شکنیں ابھر رہی تھی۔ پیپر سے نظریں ہٹا کر اس نے کمپیوٹر کے پیچھے بنی چھوٹی سی دیوار کے ایک طرف نصب شیٹ پہ نظر دوڑائیں جہاں پہ ایگزیم لسٹ تھی اور پھر اٹھ کر اپنی اسٹاف ممبر کے کیبن میں چلی آئی۔ اس سے پوچھ گچھ کرنے کے بعد اس کی پریشانی میں مزید اضافہ ہونے لگا۔ پھر اس نے اپنے موبائل فون کی کال لسٹ سے ایک نمبر نکالا اور کال ملا دی۔ دوسری طرف بیل جا رہی تھی لیکن فون اٹھانے کے آثار دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ بات بہت ضروری تھی اور وہ ٹالنے سے کام نہیں لے سکتی تھی اسی لئے اس نے "ضروری بات" کہہ کر میسج سینڈ کر دیا۔ تبھی دوبارہ کال کرنے پہ فون اٹھا لیا گیا۔ لیکن دوسری طرف سے میڈم حلیمہ کی بجائے ان کی پی اے کی آواز سنائی دی۔ جب اس نے میڈم حلیمہ سے بات کرنی چاہی تو دوسری طرف سے معذرت کی گئی۔

"آئی ایم سوری مس۔۔ میم ابھی ایک میٹنگ میں مصروف ہیں فی الوقت ان سے بات نہیں ہو سکتی۔"

چونکہ بات کافی ضروری تھی اس لئے اس نے پی اے کو بتادی لیکن ساتھ ہی سختی سے تنبیہہ کرنا نہیں بولی تھی۔

"جیسے ہی میڈم حلیمہ میٹنگ سے فری ہوں ان تک میرا پیغام پہنچا دینا۔"

پی اے کے "اوکے۔۔۔" کہنے پہ وہ سر ہلاتے ہوئے اپنی سیٹ پہ واپس چلی گئی۔

---------------------

سکول سے آنے کے بعد وہ لیٹ گئی تھی۔ کسی احساس کے تحت اس کی آنکھ کھلی تو وہ واش روم میں چلی گئی۔ منہ پہ پانی کے چھینٹے مارنے کے بعد اس نے تولیے سے منہ صاف کیا پھر فون اٹھا کر چیک کیا جہاں لاتعداد مسڈ کالز اور میسج کا انبار لگا ہوا تھا۔ سکول سے آنے کے بعد وہ فون کو سائلینٹ سے ہٹانا بھول گئی تھی اسی لئے اسے کالز کا پتا نہ چل سکا۔

سب سے پہلے اس نے آلیکہ کا میسج کھولا جہاں اسے کال بیک کرنے کو کہا گیا تھا۔ میسج پڑھتے ہی اس نے کال ملائی تو دوسری طرف جیسے وہ انتظار میں ہی بیٹھی تھی۔

اس سے پہلے وہ کچھ پوچھتی آلیکہ کی آواز اسے سنائی دی۔

"کھوزومی نے سکول میں تمہارے خلاف کمپلین کی ہے۔ اس کی ناک بہت بری طرح متاثر ہوئی ہے جس کی وجہ سے اسے سٹیچز لگے ہیں۔۔۔ صبح کو اسٹاف میٹنگ ہے۔۔ اب تم کیا کرو گی۔۔۔"

"مجھے اس بزدل سے یہ ہی امید تھی، بزدل کہیں کی۔۔۔" کھوزومی کو ایک خطاب سے نوازنے کے بعد وہ اپنی بھڑاس نکالنے لگی۔ "اگر مجھے اس کی بزدلی کا پتا ہوتا تو میں مزید اس کی دو چار ہڈیاں۔۔۔۔"

اس کی بات مکمل بھی نہیں ہوئی تھی کہ کسی نے ایک جھٹکے سے کمرے کا دروازہ کھولا۔ لیکن دروازے کی اوٹ سے جو چہرہ نمودار ہوا اس کی آمد کا اسے گمان بھی نہیں تھا۔ چار انچ کی ہیل سے ٹک ٹک کرتیں وہ اس کے پاس چلی آئی۔ وہ جو حیرت سے اسے اپنے قریب آتا دیکھ رہی تھی زناٹے دار تھپڑ سے گھوم گئی۔ اس کے ہاتھ سے فون چھوٹ کر زمین بوس ہو گیا تھا خود وہ بڑی مشکل سے سنبھلی تھی ورنہ فون کی طرح خود بھی زمین بوس ہو چکی ہوتی۔ وہ اپنے دائیں گال پہ ہاتھ رکھے زخمی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی جس کی خونخوار نظریں اسی پر ٹکی ہوئی تھی۔

"آنش! تمہاری گاڑی میں میوزک سسٹم نہیں ہے۔ وہ اوپر نیچے ہاتھ مارتے ہوئے طنز کر رہا تھا۔

"پہلی بار آئے ہو۔۔۔" وہ اس کے طنز کو نظرانداز کیے ایک سنجیدہ نظر اس پہ ڈال کر پھر سے اپنی نظریں سامنے مرکوز کر چکا تھا۔

"پہلی بار۔۔۔۔ اچھا طنز کر لیتے ہو۔۔۔"

"تم سے ہی سیکھا ہے۔۔۔"

"تو پھر مانتے ہو مجھے استاد۔۔۔"

"یاسر اپنی بکواس بند ہی رکھو، تو اچھا ہے۔۔۔"

"آنش۔۔۔ اچھا سنو ناں۔ تم اپنی گاڑی بدل کیوں نہیں لیتے، ایک ہی گاڑی میں بیٹھے بیٹھے تمہارا دل نہیں اکتا جاتا۔"

"میرے دل کی چھوڑو اور اپنی بتاؤ، اگر تمہارا دل اکتا گیا ہے تو بتادو میں ابھی کوئی بندوبست کر دیتا ہوں۔ ۔۔"

"اچھا جلدی بتاؤ کیا کرنے والے ہو۔۔۔"

"ایک نیک کام، جو مجھے بہت پہلے کرنا چاہیے تھا۔۔"

"وہ کیا۔۔؟" اس کا اشتیاق بڑھتا ہی جا رہا تھا۔

"تمہیں چلتی گاڑی سے دھکا دینا۔۔" یاسر نے فوراً دروازے کا لاک چیک کیا کیونکہ آنش کا کچھ پتا نہیں تھا۔ پھر وہ سنجیدہ ہو گیا تھا۔

"کیا سوچا تم نے۔۔" ایک نظر یاسر کو دیکھنے کے بعد وہ دوبارہ نظریں ڈرائیونگ پہ مرکوز کر چکا تھا۔

"ابھی کچھ سوچا نہیں۔۔" تحمل سے جواب دیتے ہوئے اس نے گئیر بدلا تھا۔

"سوچا نہیں یا پوچھا نہیں۔۔ ممی پاپا کی لاڈلی اور سگھڑ بیٹی نے۔۔" اس کے طنز پہ آنش نے گئیر والا ہاتھ اس کے منہ پہ دے مارا تو وہ کراہ کر رہ گیا تھا۔

"آئیندہ مجھے طنز کرنے سے باز رہنا۔۔" اس کی نظریں ابھی بھی سامنے ہی ٹکی ہوئی تھیں۔

"اور رہ گئی بات مام اور ڈیڈ کی، تو انہیں انفارم کرنا میری ذمہ داری ہے۔۔" وہ جیسے اپنے اصول اسے باور کروا رہا تھا۔

"کیا ہی بہتر ہوا گر تم یہ وار اس وقت کرو جب کرنے کا وقت ہوتا ہے لیکن نہیں۔۔۔ اس وقت تو تمہیں سب بھول جاتا ہے۔۔۔" درد سے کراہتے ہوئے وہ انجانے میں پھر سے طنز کر گیا تھا لیکن اس کی غصیلی نظروں کو محسوس کرتے ہوئے بات کو سنبھالنے کی کوشش کرنے لگا۔

"میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔۔"

"اترو گاڑی سے۔۔۔" گاڑی کو ایک طرف روکتے ہوئے وہ بولا تھا۔

"آنش۔۔۔" اس نے بیزار کن لہجے میں کہا تھا۔

"کیا اب میں دھوپ میں خوار ہوتا اچھا لگوں گا۔ بول تو رہا ہوں کہ یہ بد تمیز زبان برے وقت میں اور بری جگہ پر پھسل جاتی ہے۔۔۔" یاسر نے زبان کو باہر نکال کر اس پر دو تین بار ہاتھ مارے تھے، جیسے سارا قصور اسی کا ہو۔

"تم نے لنگھم پلیس کا نہیں کہا تھا۔۔۔"

"ہاں تو۔۔۔"

"تو یہ کہ ایک نظر سامنے ڈالو اور پھر میری گاڑی سے اتر جاؤ۔۔۔"

یاسر نے سامنے دیکھا جہاں بلڈنگ کے اوپر بڑے بڑے لفظوں میں لنگھم پلیس کندہ تھا۔

"تو سیدھی طرح بتا نہیں سکتے تھے کہ لنگھم پلیس آگیا ہے۔۔۔"

"اچھا اور کچھ۔۔۔" اس کی لاپرواہی عروج پہ تھی۔ وہ گاڑی سے اتر کر ونڈو کے قریب آیا پھر گویا ہوا۔

"اپنے ہاتھوں کو غریبوں پہ اٹھانے کی بجائے حقداروں پہ اٹھاؤ تو زیادہ بہتر ہو گا۔۔۔" اپنی بات کہہ کر یاسر چلنے لگا تو وہ بھی سر جھٹک کر کار سٹارٹ کر چکا تھا۔ اس سے پہلے وہ وہاں سے جاتا یاسر پلٹ کر واپس آیا تھا۔

"اب کیا ہے۔۔۔" یاسر کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے اکتا کر پوچھا۔

"سوری آنش۔۔۔ آئی نو کہ تمہیں دیر ہو رہی ہے لیکن میں نے صرف یہ ہی کہنا تھا کہ ایمی کو میرا سلام کہنا۔۔۔" سنجیدگی سے ساتھ کہتے ہوئے آخر میں اس نے اس کی دکھتی رگ پہ ہاتھ رکھا جس کے نتیجے میں وہ اتنی تیزی سے گاڑی وہاں سے بھگا لے گیا کہ اگر وہ بروقت پیچھے نہ ہوتا تو ضرور کچلا جاتا۔

دور ہوتی گاڑی کو نظروں کی زد میں لئے وہ زور سے چیخا تھا۔

"چھچھوندر سی نا۔۔۔"

میٹنگ روم کا دروازہ کھلتے ہی تمام افراد باہر نکلنا شروع ہو گئے تھے۔ چینگ کی نظریں دروازہ پہ ہی ٹکی ہوئی تھی تبھی اسے وہ سامنے سے آتی دکھائی دیں۔ وہ بلو پلیڈ آؤٹ فٹ (بلو کلر کی سمپل شرٹ جو کے گھٹنوں سے تھوڑی لمبی تھی کے اوپر بلو کلر کا چیکڈ کوٹ جس کی لمبائی ٹخنوں سے تھوڑی اوپر تھی) کے ساتھ وائٹ کلر کی سٹیلیٹو پہنے ہوئے تھیں۔ اس کے کانوں میں موجود ڈائمنڈ کے سٹڈ دور سے ہی آنکھوں کو خیرہ کر رہے تھے۔ بالوں کو اس نے کھلا چھوڑ رکھا تھا۔ پنکھڑی جیسے ہونٹوں کو ریڈ لپسٹک سے رنگا گیا تھا۔ اتنے گھنٹوں کی بھاگ دوڑ کے باوجود بھی وہ ہمیشہ کی طرح فریش دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ اپنی عمر سے بہت چھوٹی دکھائی دیتی تھیں۔ چینگ دوڑ کر انکے پاس پہنچی جو تیز تیز لیکن بڑی ادا

سے چل رہی تھیں۔ ایک نظر ان کے دلفریب چہرے پہ ڈال کر وہ تھوڑی دیر پہلے فون کال پہ ہونے والی گفتگو ان کے گوش گزار کر چکی تھی۔ ساری بات سنتے ہی انکے قدم تھمے تھے چینگ بھی وہیں رک گئی تھی۔ خوبصورت چہرے کی مسکراہٹ معدوم ہو گئی۔ گہری بھوری آنکھوں میں سرد تاثر ابھر آیا۔ اس ادا میں بھی وہ بہت پیاری لگ رہی تھیں لیکن چینگ جانتی تھی کہ یہ ان کے غصے کی انتہا ہے۔ اس نے سر اٹھا کر اپنی میم کی طرف دیکھا جو بائیں ہاتھ میں پہنی سگنیچر رنگ کو گھما رہی تھیں۔ اس انگھوٹی کے اوپر ایچ لکھا ہوا تھا۔ ان کے نام کا پہلا حرف۔ اس انگوٹھی کو گھمانے کا مطلب 'اپنے غصے پہ قابو پانے کی کوشش۔

''فوراً سے پیشتر میری واپسی کی ٹکٹ بک کرواؤ۔۔۔'' اسے حکم دے کر وہ وہاں سے چلی گئی تھیں اور چینگ جلدی سے سیٹ کنفرم کروانے لگی تھی۔

ہانگ کانگ پہنچتے ہی وہ ائیر پورٹ سے سیدھی عمارہ کے سکول گئیں۔ اسٹاف میمبر اُنہیں وہاں دیکھ کر بوکھلا گئی پھر وہ اُنہیں وائس چیئر مین کے روم میں لے گئی۔ مس انیلا کو بھیجنے کا کہہ کر خود وہاں سے چلی گئی۔ مس انیلا ایک پاکستانی ٹیچر ہونے کے ساتھ وہاں کی وائس چیئر مین بھی تھی اور عمارہ کی سبجیکٹ ٹیچر بھی۔ حلیمہ کے ساتھ اسکے فیملی ریلیشن بھی تھے۔

ایک ٹانگ پر دوسری ٹانگ جمائے وہ اس کا انتظار کر رہی تھیں۔ گوگل جن سے تھوڑی دیر پہلے آنکھوں کو ڈھانپ رکھا تھا اب وہ سر پہ ٹکے ہوئے تھے۔ اسکی پی اے اس کے پیچھے رکھے ہوئے صوفے پہ براجمان تھی۔ پھر زیادہ دیر انہیں انتظار نہیں کرنا پڑا تھا تھوڑی ہی دیر بعد مس انیلا وہاں چلی آئی۔ ہاتھ

ملانے کے بعد ایک دوسرے کی طرف مسکراہٹ کا تبادلہ کرنے کے ساتھ وہ اپنی اپنی سیٹ سنبھال چکی تھیں۔

"پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کروں گی کہ آپ اپنا قیمتی وقت نکال کر آئیں۔۔۔" مس انیلا نے مسکرا کر بات کا آغاز کیا تو اُنھوں نے بھی مسکرا کر سر ہلا دیا۔

"وقت ضائع کیے بغیر اصل موضوع پہ گفتگو کر لی جائے تو اچھا ہے۔۔۔" مسحور کر دینے والی مسکراہٹ کے ساتھ وہ گویا ہوئیں تو مس انیلا ایک لمحے کے لئے انہیں دیکھ کر رہ گئی۔

"جیسا کہ آپ جانتی ہیں پچھلے ہفتے سکول میں پیرینٹس میٹنگ منعقد کی گئی تھی۔ کسی ریزن کی وجہ آپ اس کا حصہ نہ بن سکی تھیں چونکہ ہم نے آپ کے سکیجول کے حساب سے آپ کو وقت دیا تھا جسے آپ کی بجائے آنش خان نے اٹینڈ کیا تھا۔۔۔ وہ پورے وقت پہ یہاں موجود تھا لیکن اس دن عمارہ خان غیر حاضر تھی۔۔۔" مس انیلا کی آخری بات پہ اُن کی آنکھیں سکڑیں، اگلے ہی لمحے وہ واپس پہلے جیسی ہو گئیں لیکن اب ان میں سرد تاثر چھا چکا تھا۔ آنکھوں کے برعکس ہونٹوں پہ مسکراہٹ برقرار تھی۔ وہ ایک تحمل مزاج خاتون تھیں اگلے کی پوری بات سننے کے بعد ہی اپنا پوائنٹ آف ویو دیتی۔ اسی لئے خاموشی کے ساتھ انہیں بات مکمل کرنے دے رہی تھی۔

"یہ عمارہ کا پہلا کیس نہیں ہے اس سے پہلے بھی بہت سی کمپلینز ہیں۔۔۔ سکول بنک کرنا تو اس کا معمول بن گیا ہے۔۔۔ اس کی جنرل پرفارمنس بھی بہت لو ہے اور جیسا کہ آپ جانتی ہیں کہ وہ دو بار ریپیٹ بھی ہو چکی ہے اسی لئے اب اسے مزید کوئی موقع نہیں مل سکتا۔۔۔ بورڈ میٹنگ ہونے کے بعد سکول کے انتظامیہ نے اسے کک آوٹ کرنے کا نوٹس جاری کیا ہے۔۔۔"

وہ تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہوئی لیکن اُنہیں لب سیئے بیٹھا دیکھ وہ پھر سے بولنا شروع ہو گئی تھی۔

"مسٹر آنش خان نے بات سنبھالنی چاہی تو اس کی کلاس ٹیچر نے آپ اور عمارہ دونوں کو اسی وقت آنے کا کہا لیکن آپ دونوں میں سے کوئی نہ آسکا تھا۔ اب سکول کے انتظامیہ نے مل کر مشورہ کیا ہے کہ وہ اسے ایگزام دینے دیں گے کیونکہ انہیں بھی عمارہ کی فکر ہے اور وہ نہیں چاہتے کہ اسے سکول سے بنا ایگزام کے نکال دینے سے اسکا پورا سال متاثر ہو۔ اسی لئے اسکے تمام ایگزام ڈی سی روم میں ہو رہے ہیں لیکن۔۔۔" وہ رکی تھی۔

"وہ اپنے ایگزام نہیں دے رہی اور آج تو اس نے حد ہی کر دی، اپنی کلاس میٹ کی ناک توڑ دی۔ آپ کو پتا ہے اگر اس بچی کو بروقت ہوسپٹل نہ پہنچایا جاتا تو اسے مزید نقصان پہنچ سکتا تھا۔۔۔" کھوزومی کے بارے میں بتاتے ہوئے وہ غصے میں آگئی۔

جب اُنہیں لگا کہ وہ اپنی بات ختم کر چکی ہے اور اب اُن کے بولنے کی منتظر ہے تو انہوں نے سر پہ لگے گوگل اتار کر سامنے ٹیبل پہ رکھے پھر سیدھی ہو کر بیٹھیں۔

"جب سب کچھ پہلے سے ہی ڈیسائیڈڈ تھا تو مجھے یہاں بلانے کی وجہ۔۔۔؟" دونوں ہاتھ ٹیبل پہ رکھ کر وہ آگے کو جھکی تھیں۔ ہونٹوں پر ابھی بھی جان لیوا مسکراہٹ سجی تھی جبکہ آنکھوں میں سرد تاثر مزید گہرا ہوگیا تھا۔ اس کی اس بات پر مس انیلا نا سمجھی سے انہیں دیکھنے لگی تھیں۔

"آپ کو پتا بھی ہے میں کتنی اہم میٹنگ چھوڑ کر مکاؤ سے سیدھی یہاں آئی ہوں۔۔۔" چینگ جو کب سے ان کی باتیں سن رہی تھی میٹنگ والی بات پر آنکھیں گھما کر رہ گئی کیونکہ جس میٹنگ کی وہ بات کر رہی تھیں وہ تو کب کی ہو چکی تھی لیکن وہ کوئی عام عورت نہیں تھیں، وہ میڈم حلیمہ تھیں اور کس شخص کو کس طرح ڈیل کیا جاتا ہے وہ اچھے سے جانتی تھیں۔

"میں جانتی ہوں مسز حلیمہ۔۔۔ لیکن یہاں بات عمارہ کے مستقبل کی ہو رہی ہے۔ لیکن میں یہ بھی جانتی ہوں کہ اسے صرف آپ ہی سنبھال سکتی ہیں۔ اگر وہ اپنے تمام پیپر بلینک کرتی رہے گی تو اسے کسی بھی سکول میں ایڈمیشن نہیں ملے گا اور اوپر سے اس کا سکول ریکارڈ بھی اچھا نہیں ہے۔۔۔"

"آپ مجھ سے کیا چاہتی ہیں۔۔۔؟" اس کی آنکھوں میں دیکھ کر وہ پوچھنے لگیں۔

"میں صرف اتنا چاہتی ہوں کہ آپ اس سے بات کریں، یہ جاننے کی کوشش کریں کہ ایسا کونسا مسئلہ ہے جس کی وجہ سے وہ ایسا بی ہیو کر رہی ہے۔۔۔" اس نے تحمل سے بات جاری رکھی۔

"آپ کافی عرصے سے اسے یہاں دیکھتی آ رہی ہیں، تو بتائیں! آپ کو کس چیز کی کمی نظر آئی ہے۔۔۔۔"

"مسز حلیمہ۔۔۔ میں نہ تو آسائیشوں کی بات کر رہی ہوں اور نہ ہی بینک بیلنس کی۔" اسکی بات کو کاٹتے ہوئے ہی وہ بولنا شروع ہو گئی۔

"میں بس یہ کہہ رہی ہوں کہ وہ کونسی وجہ ہے جو اسے ایسا کرنے پہ مجبور کر رہی ہے۔۔۔"

"مس انیلا۔۔۔ آپ کچھ زیادہ ہی پرسنل ہو رہی ہیں۔۔۔" اس کا انداز دوٹوک تھا۔

"میں پرسنل نہیں ہو رہی، میں تو صرف وہی بتا رہی ہوں جو میں نے آبزرو کیا ہے۔ اس کی حرکتوں کو نوٹ کرنے کے بعد ہی میں یہ سب کچھ کہہ رہی ہوں۔ اب آپ کے بچوں کی مثال تو سامنے ہی ہے۔ وہ سب اسی کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتے تھے۔ سب کے سب ہائی کوالیفائیڈ اور بہترین یونیورسٹیز میں پڑھ رہے ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے ان میں اتنا تضاد کیسے۔۔۔۔؟"

"آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ میں عمارہ اور اپنے بچوں کے درمیان فرق رکھتی ہوں۔۔۔" یک لخت ہی اُن کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔ اس کے اس انداز کو دیکھ کر مس انیلا خوف زدہ ہو گئی۔ کیونکہ وہ سکول کی ٹرسٹی تھیں اور اچھا خاصا فنڈ سکول کو دیتی تھی اگر غصے میں آکر وہ فنڈ دینا بند کر دیتیں تو سارا نزلہ اس پر ہی گرنا تھا۔ اسی لئے وہ قدرے پرسکون ہوتے ہوئے بولی۔

"مسز حلیمہ۔۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے میں تو صرف یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ آپ اس سے بات کریں کیونکہ کہیں نہ کہیں وہ یہ سمجھ بیٹھی ہے کہ اس سکول میں وہ جو مرضی کرتی رہے کوئی بھی اسے روکنے والا نہیں ہے۔ اور اگر ہمیشہ کی طرح اب بھی آپ نے اسے سپورٹ کیا تو اس کی یہ سوچ اور بھی پختہ ہو جائے گی۔ ہر چیز بنا کہے مل جانے کی وجہ سے آج وہ اس حال میں پہنچ گئی ہے۔"

"مجھے یاد ہے جب آپ کی بڑی بیٹی نے سکول کے اصول توڑنے کی کوشش کی تھی تو آپ نے سزا کے طور پہ پورے ایک ماہ کے لئے اسے گھر سے سکول اور سکول سے گھر تک پابند کر دیا تھا صرف یہیں تک نہیں بلکہ اس کی پوکٹ منی بھی بند کر دی تھی۔ اس دن کے بعد سے اس نے دوبارہ کوئی غلطی نہیں کی تھی۔ لیکن عمارہ کے ساتھ کبھی ایسا نہیں ہوا، آپ نے کبھی اسے ایسی سزا نہیں دی جو اسے غلطی کرنے سے روک سکے۔ یا تو آپ اس سے بے انتہا پیار کرتی ہیں یا پھر۔۔۔ صرف گارڈین ہونے کا فریضہ سر انجام دے رہی ہیں۔۔۔" اُن کو ہونٹ بھینچتے دیکھ وہ معذرت کر گئی۔

"معاف کیجئیے گا۔۔۔ لیکن یہ ایک کڑوا سچ ہے اور آپ اسے جھٹلا نہیں سکتیں۔۔۔" وہ کندھے اچکا کر کہہ گئی تھیں۔ مسز حلیمہ نے اسے بولنے دیا کیونکہ وہ سامنے والے فریق کی بکواس کو خاموشی سے سننے کی حامل تھی اور ابھی بھی وہ اسی کام کو سر انجام دے رہی تھیں۔

"بہت بہت شکریہ کہ آپ نے اتنی دور سے مجھے بے عزت کرنے کے لئے بلوایا، میں اس بات کو بھولوں گی نہیں۔ اور آپ کی انتظامیہ کی بھی بہت ممنون ہوں جنہوں نے عمارہ کو ایگزیم دینے کی اجازت دی۔ اب آگے وہ کہاں جائے گی یہ میں خود ہی دیکھ لوں گی۔ آپ لوگوں کو مزید اپنا وقت برباد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ عمارہ کے یہاں سے جانے کے بعد مجھے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ میں اپنا وقت اور پیسہ اس سکول پہ برباد کروں اسی لئے اب میرے بھی ڈاکومینٹس تیار رکھیے گا بی کاز آئی کوییٹ۔۔۔"

اپنا فیصلہ سنانے کے بعد وہ کھڑی ہو گئیں۔ مس انیلا نے بھی فوراا سکا ساتھ دیا۔ ایک کاٹ بھری نظر اس پہ ڈالی۔ گوگل آنکھوں پہ ٹکا کر اسے بولنے کا موقع دیئے بغیر وہاں سے رخصت ہو گئیں۔ چینگ اپنی میڈم کے اٹھنے سے پہلے ہی اس کے لئے دروازہ وا کئے کھڑی تھی۔ اس کے نکلتے ہی مس انیلا پریشانی سے اپنی سیٹ پہ ڈھے گئی۔

لاؤنج میں داخل ہوتے ہی اسے حیرت انگیز واقعہ دیکھنے کو ملا۔ اپنی مام کو سامنے پا کر وہ چونکا جو آرام دہ لباس زیب تن کیے، پاؤں میں نرم سلیپرز پہنے فون سننے کے ساتھ ساتھ ادھر ادھر ٹہل بھی رہی تھیں اور دوسری طرف خاندان کی بگڑی رئیس زادی صوفے پہ لیٹنے کے انداز میں بیٹھی چہرے کے سامنے کتاب کیے 'مام کو ادھر ادھر ٹہلتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ اور جیسے ہی اس کی نظر اس پہ پڑتی تو وہ فوراً سے بیشتر اپنی نظریں دوبارہ کتاب پہ مرکوز کر لیتی۔ وہ آہستہ سے چلتا ہوا حلیمہ کے پیچھے آ کھڑا ہوا اور ان کے گرد اپنے بازو حمائل کیے لیکن وہ بالکل بھی نہیں چونکیں۔ پھر اسے دور کرنے کی بجائے وہ اپنے ایک ہاتھ سے اس کا گال تھپکنے لگی تھیں۔

"واٹ آ پلیزنٹ سرپرائز مام۔۔۔" وہ اُنکے کان میں ممنایا۔ حلیمہ نے شفقت بھری مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی۔ تبھی اس کی نظر سامنے بیٹھی عمارہ کی طرف گئی۔ گرے آنکھوں میں عجیب قسم کے تاثر دیکھ کر وہ ٹھٹھکا۔ نامحسوس انداز میں وہ حلیمہ سے الگ ہو گیا۔ پھر وہ وہاں سے جانے لگا کہ انہوں نے اشارے سے "کدھر جا رہے ہو" پوچھا۔ جس پہ وہ انہیں چینج کرنے کا کہہ کر اپنے روم میں چلا گیا۔ تو وہ بھی سر جھٹکتی کتاب کی ورق گردانی کرنے لگی۔ اب اسے کچھ تو کرنا ہی تھا کیونکہ جب تک آنٹ وہاں موجود تھیں تب تک اس کے وہاں سے جانے کا سوال ہی نہیں بنتا تھا۔ کتاب پہ نظریں ٹکائے وہ دل ہی دل میں ان کے جانے کی دعا کرنے لگی کہ ان کو کوئی کام نکل آئے یا ان کی کوئی فرینڈ انہیں ملنے آ جائے۔ اس کی دعا قبول تو ہو گئی تھی لیکن اس کے ساتھ سرپرائز بھی ملا تھا۔ جو کہ اسے بالکل بھی پسند نہیں آیا تھا اور ایسے سرپرائز اسے پسند آ بھی نہیں سکتے تھے۔

آج کا دن ہی خراب تھا پہلے صبح اس سن آف ہٹلر کی وجہ سے وہ ناشتہ نہیں کر پائی، سکول میں مسٹر یونگ سے ڈیٹینشن ملنا، کھوزومی کے ساتھ جھگڑا اور کمپلین کا ہو جانا، اور پھر آنٹ ہیلا کا موت کے فرشتے کی طرح نازل ہونا اور۔۔۔ اپنے ساتھ ان کا رویہ یاد کرتے ہوئے اس کا ہاتھ اک ٹرانس کی کیفیت میں اپنے گال پہ گیا جہاں ابھی بھی اسے جلن کا احساس ہو رہا تھا۔

آنش کا یوں آ کر گلے لگنا اور پھر آنٹ کے اسے پیچھے نہ دھکیلنے پہ وہ سوچ رہی تھی کہ وہ اپنے بچوں سے کتنا پیار کرتی ہیں۔

"کاش! یہ پیار اس کے مقدر میں بھی لکھ دیا ہوتا تو کوئی حلیمہ اور آنش اس پر غلط نگاہ نہ ڈال سکتے۔۔۔" یہ سوچتے ہوئے ایک کسک دل میں اٹھی جس نے اسے ہر چیز سے بیزار کر دیا۔ اب اسکا وہاں سے بھاگنے کو دل چاہ رہا تھا۔۔۔

ایک ایسی جگہ جہاں اس کے سوا کوئی نہ ہوتا۔۔۔

نہ آنش ہوتا اور نہ کوئی آنٹ حلیمہ ہوتی۔۔۔

اور پھر وہاں سکون ہی سکون ہوتا۔۔۔

لیکن ایسی جگہ کہاں ہو گی۔۔۔ وہ خود سے ہی سوال جواب کر رہی تھی۔۔۔ اگر میں کہیں چلی بھی گئی تو ان دونوں ماں بیٹوں نے مجھے پاتال سے بھی ڈھونڈ لانا ہے۔

"ایک بات سمجھ نہیں آتی اگر میں ان کے لئے اتنی ہی غیر ضروری ہوں تو مجھے کسی ہاسٹل میں چھوڑ دیں لیکن نہیں۔۔۔" اس کی سوچوں کو بریک ان کی آوازوں سے لگی۔ جہاں آنٹ حلیمہ بھی اپنے فون سے فارغ ہو کر ٹو سیٹر صوفہ پہ بیٹھ چکی تھی ان کے ساتھ ہی آنش بھی بیٹھ چکا تھا۔ آنش پہ نظر پڑتے ہی بے ساختہ گالی اس کے ہونٹوں میں پھڑ پھڑا کر رہ گئی تھی پھر نا چاہتے ہوئے بھی وہ ان کی باتیں سننے پہ مجبور ہو گئی۔ ورنہ دل تو چاہ رہا تھا کہ یہاں سے بھاگ جائے۔ اس کی آنکھیں کتاب پہ اور کان ان کی گفتگو میں لگے ہوئے تھے جبکہ دماغ تو کہیں اور ہی محو پرواز تھا۔

"مام آپ کس وقت آئیں۔۔۔" اس نے بیٹھتے ہی سوال کیا۔ گہرے سنتری رنگ کی آرام دہ پولو شرٹ پہنے جس کے کالر پہ دو بٹن لگے ہوئے تھے۔ کریم رنگ کی ہلکی ڈھیلی اور صاف ستھری پینٹ پہن رکھی تھی۔ پاؤں میں پینٹ کے ساتھ کے ملتے جلتے رنگ کے آرام دہ لوفرز تھے۔

"تقریبا ایک بجے۔۔۔" اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھتی اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر سہلانے لگیں۔

"تو آپ نے مجھے کال کیوں نہیں کی۔۔۔؟" آنکھوں میں حیرت اُبھری۔

"کس لئے، میں تو ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی گھر آئی ہوں۔۔۔"

"کیا آپ سیدھی اپنے آفس گئی تھیں۔۔۔؟" اس نے ٹائم دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ اس وقت گھڑی چار کا ہندسہ عبور کر چکی تھی۔

"نہیں، آفس نہیں گئی تھی۔۔۔" عمارہ پہ آنکھیں گاڑے بولیں۔ جس نے وائٹ کھلے ٹراوزر پہ ہلکے گلابی رنگ کی ڈھیلی ڈھالی شرٹ پہنی رکھی تھی۔

"پھر۔۔" نیلی آنکھوں میں سوال ابھرا۔

"سکول گئی تھی۔۔۔" اس جملے پہ اس کی گردن بے ساختہ اس کی طرف مڑی تھی جس کا چہرہ اہانت کے احساس سے سرخ ہو گیا تھا۔

یہ کوئی نئی بات تو نہ تھی اس لئے اس نے پوچھنے سے پرہیز کیا لیکن وہ خود ہی بتانے لگیں۔

"آج اس نے اپنی فیلو کی ناک توڑ دی ہے۔۔" بتانے کے ساتھ وہ اسے ایک عدد گھوری سے بھی نواز گئیں۔

"بس اب اس چیز کی کمی رہ گئی تھی۔۔۔" وہ صرف سوچ ہی سکا۔

دوسری طرف اپنی ذات کو موضوع بحث بنتے دیکھ وہ انگاروں پہ لوٹ رہی تھی۔

"تو پھر آپ رک رہی ہیں یا واپس جائیں گی۔۔۔" اب وہ مزید اس لڑکی کی ذات پہ بحث نہیں کرنا چاہتا تھا اسی لئے اس نے ٹاپک بدل دیا۔

"مجھے واپس بھیجنے کے لئے تم اتنے بے چین کیوں ہو رہے ہو۔ کیا مجھے اپنے سامنے دیکھ کر تمہیں خوشی نہیں ہوئی۔۔۔" وہ اپنے مسحور کر دینے والے لہجے میں گویا ہوئیں تو اس نے اپنے دونوں ہاتھ کانوں کو لگائے۔

"مام۔۔۔ کیسی باتیں کر رہی ہیں۔ آپ کو یہاں دیکھ کر سب سے زیادہ خوشی مجھے ہی ہوئی ہے کیونکہ گھر اور آفس کو میرے حوالے کر کے آپ دونوں تو اپنے اپنے بزنس ٹور پہ نکل جاتے ہیں اور پیچھے میں صرف آفس اور گھر کا ہو کر رہ جاتا ہوں۔۔۔" اس کے اکتائے ہوئے لہجے پہ وہ ہنسنے لگیں۔

"اووو۔۔۔ میرا بیٹا۔۔۔" اس کے گال کو سہلاتے ہوئے وہ مامتا سے چور لہجے میں بولیں۔

"اگلی بار میں دھیان رکھوں گی کہ میرے یا تمہارے ڈیڈ میں سے کوئی نہ کوئی یہاں ضرور ہو۔۔۔" انہوں نے جیسے اس کی مشکل حل کی۔

"مطلب۔۔ دیکھ بھال کے لئے پھر سے مجھے ہی چھوڑ کر جائیں گی۔ ایک بات تو بتائیں آپ سب کو کیا میں ہی ملا ہوں، کبھی تھوڑی سی خدمت اپنے دوسرے بچوں سے بھی کروالیا کریں، انہیں بھی موقع دیں جنت کمانے کا۔ انہیں تو ہائیر ایجوکیشن کے لئے دوسرے ملک میں بھیج دیا اور جب میری باری آئی تو آپ لوگوں کو اکیلے پن کا احساس ہونا شروع ہو گیا۔۔۔" وہ اپنی بھڑاس نکالنے لگا جسے سن کر وہ مسکرانے لگیں۔

"یہ ان فئیر ہے۔ آفس کے کام تو میں دیکھ لیتا ہوں ہوں کیونکہ میرے دوست میری ہیلپ کروا دیتے ہیں لیکن۔۔۔ گھر، گھر کی ذمہ داری میں نہیں لے سکتا۔ یہاں جس کی سرپرستی کے لئے آپ مجھے چھوڑ کر جاتی ہیں اس کی ذمہ داری اٹھانے کا میں اہل نہیں ہوں۔۔۔" اس نے ہاتھ کھڑے کرتے ہوئے کہا۔ اگلی بار یا تو کسی اور کو اس کی نگرانی کے لئے چھوڑ کر جائیں یا پھر اسے بھی اپنے ساتھ ہی لیکر جایا کریں۔

یہ بات تو اس نے پہلے ہی سوچ رکھی تھی کہ جیسے ہی مام آئیں گی وہ اس کی ذمہ داری سے خود کو آزاد کر والے گا یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ اسی کی ذمہ داری ہے اور وہ اس سے دستبردار نہیں ہو سکتا۔ حلیمہ نے اپنے بیٹے کے وجیہہ چہرے کو غور سے دیکھا جہاں ناراضگی رقم تھی۔ پھر اپنی نظریں اس آفت کی پرکالہ پہ ٹکا دی جو کتاب کی اوٹ میں چہرہ چھپائے ہوئے تھی۔ عمارہ حیران پریشان سی ان کی گفتگو سن رہی تھی۔ اس کی موجودگی کے باوجود وہ دونوں اس کے متعلق بات کر رہے تھے۔ انہیں کوئی پرواہ ہی نہیں تھی کہ وہ کیا سوچ رہی ہو گی اور ہو بھی کیسے سکتی تھی۔۔۔

وہ دونوں وہاں کے حکمران تھے۔۔۔

سلطنت بھی ان کی تھی۔۔۔

اور مظلوم عوام بھی۔۔۔

جس کو وہ اپنی مرضی کے مطابق ٹریٹ کر سکتے تھے اور ان سے کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔ اس نے سرد آہ بھرتے ہوئے سوچا۔

"بے فکر رہو، مجھے عقل ٹھکانے لگانی آتی ہے۔۔۔" وہ اس کے اوپر نظریں گاڑے بولی کہ تبھی فیما ٹرالی گھسیٹتی ہوئی وہاں چلی آئی۔

فیما نے گرین ٹی کا کپ حلیمہ کی طرف بڑھایا جسے اُنہوں نے مسکرا کر اس کے ہاتھ سے لیا آنش کو کافی کا مگ پکڑا کر وہ عمارہ کے پاس چلی آئی۔ پھر اس کی طرف اس کے پسندیدہ جوس کا گلاس بڑھایا تو اس نے سر اٹھا کر بھی اس کی طرف نہیں دیکھا۔ فیما نہیں چاہتی تھی کہ مزید کوئی بدمزگی پھیلے اسے لئے اس نے

گلاس پاس پڑے ٹیبل پہ رکھ دیا اور پھر ایک کارڈ اٹھاتی ہوئی حلیمہ تک آئی۔ سپ لیتے اس نے فیما کے ہاتھ میں پکڑے کارڈ کو دیکھا پھر سوالیہ نظروں سے اس کے بابت پوچھا۔

"یہ مسٹر نصیر احمد کی بیٹی کا ویڈنگ کارڈ ہے۔۔۔" کپ ٹیبل پہ رکھ کر اسکے ہاتھ سے کارڈ لے کر اسے جانے کا اشارہ کیا۔ کارڈ کو ایک نظر دیکھنے کے بعد وہ دوبارہ کپ اٹھاتی چھوٹے چھوٹے سپ لینے لگی۔

"کس کی ویڈینگ کا کارڈ ہے۔۔۔؟" آنش نے ایک نظر کارڈ پہ ڈالتے پوچھا۔

"مسٹر نصیر احمد کی بیٹی کا۔۔۔" اسکے بتانے پہ اس نے بس "ہمم۔۔۔" کہنے پہ ہی اکتفا کیا لیکن وہ اسے مزید بتانے لگی۔

"مسٹر نصیر یہاں کے مشہور بزنس مین میں سے ایک ہیں۔۔۔"

"یہ آپ کے فرینڈ ہیں یا بزنس پارٹنر۔۔۔؟" کافی کے گھونٹ بھرتے کپ صوفے کے بازو پہ رکھا۔

"ابھی تو دونوں ہی نہیں ہے ایک دو بار بزنس پارٹی میں ملاقات ہوئی تھی ان سے۔۔۔" کارڈ پہ نظریں جمائے کہا۔

"تو پھر تم چلو گے ہمارے ساتھ۔۔۔؟" اپنی بھوری آنکھیں اس کی طرف اٹھائی۔ جانے کی پیشکش کی گئی۔

"آئی ایم سوری۔۔۔ لیکن میں نہیں جا سکتا کیونکہ میں اپنے دوستوں کے ساتھ ایک ہفتے کے لئے تائی وان جا رہا ہوں۔۔۔ میں تو بس آپ کا ہی انتظار کر رہا تھا۔۔۔" اس نے ہاتھ کھڑے کرتے معذرت خواہ لہجے میں انکار کیا۔

"میری رائے ہے کہ تمہیں چلنا چاہیے اگر تم یونہی پارٹیز سے بھاگتے رہو گے تو کیسے جان پاؤ گے کہ مستقبل میں کس کے ساتھ پارٹنر شپ کرنی ہے۔۔ دشمن کون ہے اور دوست کون۔ گیٹ ٹو گیڈر کے ذریعے ہی لوگوں کے بارے میں جاننے کو ملتا ہے۔۔۔" آواز نرم تھی۔

"بٹ سٹل مام آئی ایم سوری۔۔۔ اس بار تو میں بالکل بھی نہیں جا سکتا۔۔۔" مگ ٹیبل پہ رکھتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ حلیمہ کی سوالیہ آنکھیں اس کی طرف اٹھیں۔

"کہاں جا رہے ہو۔۔۔؟"

"دوستوں کے ساتھ کچھ پلان ہے۔۔۔ ڈنر پہ ملتے ہیں۔۔۔" پینٹ میں ہاتھ ڈالے اس نے کہا۔ عمارہ پہ نگاہ غلط ڈالے بغیر وہ حلیمہ کو بائے کہتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

"کوئی مس تھونگ آئی ہے۔۔۔" فیما نے دونوں ہاتھوں کو ادب سے سامنے کی طرف باندھتے ہوئے حلیمہ سے کہا۔

"میں اس کا ہی انتظار کر رہی تھی۔۔۔ اندر لے آؤ اسے۔" ہلکے سے آگے کو جھکتے کپ پرچ پہ رکھا۔

مس تھونگ کا حال چال دریافت کرنے کے بعد حلیمہ چلتی ہوئی اس کے قریب آئیں۔ اُن کو یوں اپنی طرف آتا دیکھ وہ سہمی۔ اس کے سہمے ہوئے چہرے پہ ایک مسکراہٹ بھری نظر ڈالنے کے بعد وہ مس تھونگ کی طرف متوجہ ہوئی۔

"مس تھونگ مجھے میری فرینڈ نے آپ کے بارے میں بتایا تھا میں نے آپکو اپنی بھتیجی کے لئے ہائیر کیا ہے۔"

"تو آپ اس کی پڑھائی میں مدد کریں گی، اسے کونسا ٹاپک سمجھ نہیں آ رہا وہ اسے اچھے سے سمجھائیں گی۔ صبح اسکا میتھس کا ایگزام ہے۔ اور عمارہ بہت کوپریٹو لڑکی ہے یہ آپ کو بالکل بھی تنگ نہیں کرے گی۔ ہے ناں عمارہ۔۔۔" آنکھوں میں تنبیہہ اور ہونٹوں پہ مسکراہٹ سجائے وہ اس سے پوچھ رہی تھیں۔ وہ زیادہ دیر ان کی آنکھوں میں دیکھ نہیں پائی۔ نظریں پھیرتے ہوئے ہاں میں گردن ہلا گئی۔

"گڈ۔۔ تو مس تھونگ اگر آپ کو کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو آپ بلا جھجک فیما سے مانگ سکتی ہیں۔" انہوں نے ایک طرف کھڑی فیما کی طرف اشارہ کیا۔

"تو اب آپ لوگ شروع ہو جائیں۔۔۔" پھر وہ فیما کی طرف مڑیں۔

"مجھے کچھ کام ہے اور مجھے کوئی ڈسٹرب نہ کرے۔۔۔" فیما کو تنبیہہ کرتے ہوئے وہ اپنے آفس روم میں چلی گئیں۔

مس تھونگ اسے پچھلے دو گھنٹے سے میتھس سمجھا رہی تھیں لیکن سب کچھ اس کے سر کے اوپر سے گزر گیا۔ شروع شروع میں اس کے ناسمجھی سے دیکھنے پہ وہ مسکرا کر پھر سے سمجھانے لگتی لیکن اب تو وہ مسکرا بھی نہیں پا رہی تھیں۔

"لگتا ہے تم میتھس میں کافی ویک ہو۔۔۔" زبردستی مسکراہٹ سجائے وہ پوچھنے لگی۔

"نہ۔۔ نہیں تو۔۔۔ مجھے سمجھ آ رہی ہے۔۔۔" اس کے پوچھنے پہ وہ پہلے تو گڑبڑائی پھر اٹکتے ہوئے بولی۔ اس کے بعد وہ جو بھی سمجھا رہی تھیں اس پہ وہ گردن کو اثبات میں ہلاتی گئی، اس کو انٹرسٹ لیتا دیکھ کر

مس تھونگ کے اعصاب پر سکون ہونے لگے۔ بالآخر تین گھنٹے کی مغزماری کے بعد اس نے وہاں سے جانے کی اجازت طلب کی تو فیما حلیمہ سے پوچھ کر اسے گیٹ تک چھوڑنے گئی۔

تھوڑی دیر پہلے ہی حلیمہ کی کوئی دوست اپنی بیٹی کے ساتھ آئی تھی تو وہ ان سے باتیں کرنے میں مصروف تھیں۔ اُن کی دوست کی بیٹی آرونہ انہیں باتیں کرتا چھوڑ وہاں سے اٹھ کر ارد گرد کا جائزہ لیتی ہوئی اس کے پاس آبیٹھی۔

"السلام علیکم۔۔۔" وہ مسکراتے ہوئے اس سے مخاطب تھی "وعلیکم السلام" کہنے کے ساتھ ایک نظر اسے دیکھا پھر وہ اپنی چیزیں سمیٹنا شروع ہو گئی۔

"تمہاری سٹڈی کیسی جا رہی ہے۔۔؟" اس نے بات بڑھائی۔ لیکن دوسری طرف خاموشی۔

"عمارہ عرف ایمی میڈم مجھ سے ناراض ہے۔۔؟" اسے بلانے کے لئے وہ ایک اور سوال کر گئی۔

"میرا تمہارے ساتھ ایسا کوئی رشتہ نہیں بنتا جس کی بنا پہ میں ناراض ہوتی پھروں۔۔" وہ اکھڑے لہجے میں بولی۔

"کیوں نہیں بنتا۔۔ اب دیکھو ہمارے پیرنٹس آپس میں دوست ہیں تو اس بنا پہ ہم سب بھی آپس میں دوست ہوئے۔۔" وہ اپنے دوستانہ انداز میں اس سے بات کر رہی تھی۔

"تمہارے پیرنٹس میرے پیرنٹس کے دوست نہیں ہیں تو اس بنا پہ ہم بھی دوست نہیں ہیں۔۔" آنکھوں میں ناگواری در آئی۔

"اوکے فائن۔۔۔ اس میں غصہ ہونے والی کیا بات ہے۔ چلو ہمارے پیرنٹس دوست نہیں ہیں تو کیا ہوا ہم تو دوست بن سکتے ہیں، تو پھر کیا خیال ہے۔۔۔؟" اس نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا اور اس کی اس پیشکش پہ وہ شش وپنج میں مبتلا ہو گئی۔

"تم نہ تو میری کلاس میٹ ہو اور نہ ہی میرے گھر میں رہتی ہیں تو پھر ہماری دوستی کیسے ہو گی جبکہ مجھ سے بڑی بھی ہو۔۔۔" وہ حیرانی سے آنکھیں وا کیے اس سے مخاطب تھی آرونہ کو اس کی معصومیت پر بے اختیار ہی پیار آیا۔

"تمہیں کس نے کہا کہ دوستی اپنے ہم عمر کے ساتھ ہی ہوتی ہے۔۔۔ اور اتنی بھی بڑی نہیں ہوں۔۔۔"

"مجھے نہیں پتا لیکن پھر بھی مجھے تم سے دوستی نہیں کرنی۔۔۔" اپنے بیگ کو اٹھا کر وہ اپنے کمرے میں جا بند ہوئی جبکہ وہ اس کے دوٹوک انکار پہ حیران ہوتے ہوئے اسے جاتا ہوا دیکھتی رہ گئی۔

"تم کب آئی۔۔۔" اس کے ایک دم سے آجانے پہ وہ ڈر کر اچھلی۔

"آنش۔۔۔۔" وہ زور سے چلائی۔

"آہستہ بولو، اب کیا کان کے پردے پھاڑو گی۔۔۔؟"

"بندہ تمیز سے آجائے یوں کسی کی جان تھوڑی نکالتے ہیں۔۔۔" دل پہ ہاتھ رکھے وہ خود کو کنٹرول کرتے ہوئے بولی۔

"تمیز سے ہی آیا ہوں لیکن تم ہی کسی اور جہان میں کھوئی ہوئی تھی اسی لئے دیکھ نہیں سکی، لاپرواہی تم نے برتی ہے اس میں میرا تو کوئی قصور نہیں۔۔۔" وہ لاپرواہی سے کندھے اچکاتا صوفے پہ ٹک گیا۔

"اچھا مجھے تم سے ایک کام ہے۔۔۔" اس کی بات پہ وہ بھنویں اچکا کر اسے دیکھنے لگا جو چہرے پہ معصومیت سجائے اپنے کام کی بابت بتانے لگی۔

ہانگ کانگ آنے کے بعد احراز نے اپنے کزن طٰہ کی فیلڈ کو جوائن کیا۔ طٰہ اسکا تایازاد ہونے کے ساتھ ساتھ اسکا اچھا دوست بھی تھا۔ دونوں ایک ہی سبجیکٹ میں اور ایک ہی ادارے سے گریجویٹ ہوئے تھے۔ چونکہ احراز کے والدین لندن میں رہائش پذیر تھے اسی لئے گریجویٹ ہونے کے بعد وہ ان کے پاس ہی چلا گیا تھا۔ پھر اس کے والدین نے ہانگ کانگ میں رہائش اختیار کرنے کا سوچا تو لندن کی یونیورسٹی سے پاس آؤٹ ہونے کے بعد وہ اپنی فیملی کے ساتھ ایک بار پھر سے ہانگ کانگ چلا آیا۔ جاب کے لئے اس نے طٰہ کی فیلڈ کا انتخاب کیا تھا اس کا اکیڈمک ریکارڈ بہت ہی شاندار تھا جسے دیکھتے ہوئے اسے فوراً اپائنٹ کر لیا گیا پھر اسے ٹرینگ کے لئے بھیج دیا گیا۔

"احراز تو اپنی فیلڈ میں جا چکا ہے اب آپ ان دونوں معصوم بچوں کو کب ان کی فیلڈ میں بھیج رہے ہیں۔۔۔" بہروز کو چائے کا کپ پکڑا کر وہ اس کے پاس ہی بیٹھتی گویا ہوئی۔ اس کا اشارہ ماریہ اور انس کی طرف تھا جہاں ماریہ وڈیو گیمز کھیلنے میں مصروف تھی اور انس صوفے کے بازو پہ کہنیاں ٹکائے ہاتھوں میں اپنا چہرہ لئے معصومیت سے دیکھ رہا تھا۔

"میں دیکھ رہا ہوں انشاءاللہ جلد ہی کوئی بہترین سکول مل جائے گا۔ ویسے بھی ابھی سکولوں میں مڈ ٹرمز ہو رہے ہیں پھر چائنیز لیونر نیو ائیر آ جائے گا پھر سکینڈ ٹرم شروع ہو گا۔ فی الحال تو بہت مشکل ہے لیکن آپ بے فکر رہیں میں جلد ہی کوئی نہ کوئی بندوبست کرتا ہوں۔۔۔" اس کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے وہ چائے پینے لگا جبکہ پوری بات سن کر وہ صرف سر ہلا کر رہ گئی۔

"یہ کیا ہے۔۔۔؟" ٹیبل پہ پڑے لفافے کو دیکھ کر اس نے پوچھا پھر کپ میز پہ رکھ کر لفافہ تھام لیا۔

"مسٹر نصیر کی بیٹی کا ویڈنگ کارڈ ہے۔۔۔" پر سوچ نظروں سے لفافے کو دیکھتے ہوئے اس نے بس "ہمم۔۔۔" کہنے پہ ہی اکتفا کیا اور پھر سے چائے پینا شروع ہو گئے۔

-------------------

"مونا، مونا۔۔۔۔" ریحانہ بیگم اسے آوازیں لگاتی رہیں لیکن وہ ان سنی کیے اپنے کمرے میں جا بند ہوئی۔ دروازہ بند کرنے کے بعد وہ بیڈ پہ گرنے کے انداز میں لیٹ گئی۔ ٹانگیں بیڈ سے نیچے لٹکائے اور آنکھوں کو بند کیے خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

رونا، دھونا، بھوک ہڑتال کرنا، سارا سارا دن کمرے میں بند رہنا، کچھ بھی تو کام نہ آیا تھا۔ سکول میں اس کا انٹرویو ہونا تھا اور ہو کر ہی رہا۔

بابا اس کے ساتھ تھے۔ پہلے تو کچھ دیر انہیں انتظار کرنا پڑا پھر ہیڈ ٹیچر کے آنے کے بعد بابا نے ان سے کچھ بات کی جسے سمجھ کر وہ سر ہلا گئی پھر وہ اسے تسلیاں اور دلاسے دیتے ہوئے چلے گئے۔ وہ زیادہ دیر وہاں رک نہیں سکے کیونکہ انہیں اپنے آفس جانا تھا پہلے ہی اس کی وجہ سے وہ خاصے لیٹ ہو گئے تھے۔ اس کے جانے کے بعد پہلے تو اس کا انگلش اور میتھس کا ٹیسٹ لیا گیا اور پھر اسے وائس چیئر مین کے روم میں لے جایا گیا۔ اسے دیکھ کر پہلے تو وہ گھبرا گئی لیکن پھر خود کو ریلکس کرتے ہوئے ٹیچر کے سوالوں کے جواب دینے لگی۔ آہستہ آہستہ اس کی گھبراہٹ رخصت ہو گئی۔ انٹرویو کے بعد اسے آدھا گھنٹہ انتظار کرنا پڑا، اس دوران وہ مسلسل ایک ہی دعا مانگ رہی تھی کہ اسے یہاں ایڈمیشن نہ ملے لیکن اس کی دعاؤں کو قبولیت نہیں ملی تھی۔

تھوڑی دیر بعد ٹیچر مسکراتی ہوئی اس کے پاس آئی تھیں اسکے ایڈمیشن فارم کے ساتھ اس نے ایک کاغذ اس کی طرف بڑھایا جس میں تمام رولز اینڈ ریگولیشنز کے ساتھ سکول کی ٹائمنگ اور باقی ساری ریکوائرمنٹس درج تھیں۔ ناچاہنے کے باوجود بھی ٹیچر کا شکریہ ادا کرنے کے ساتھ وہ کاغذ تھام گئی۔

ابھی وہ اس کاغذ کو پڑھ ہی رہی تھی کہ اس نے ایک اور کاغذ اس کے سامنے لہرا دیا۔ کاغذ پہ لکھے اسائنمنٹ کو دیکھ کر اس کی جان نکل گئی تھی۔ پیر والے دن اسے سکول آنا تھا ساتھ ہی ساتھ اس اسائنمنٹ کو بھی مکمل کر کے لانا تھا۔ پورے کاغذ پہ نظریں دوڑاتے ہوئے اس کی جان جل رہی تھی لیکن یہاں پرواہ کیسے تھی۔ اس کا سارا سکون غارت کرنے کے بعد وہ اسے رخصت ہونے کی اجازت دے گئی تھی۔

"رکیں۔۔۔" وہ باہر جانے ہی لگی تھی کہ ٹیچر کی آواز پر اسے رکنا پڑا۔

"سکول میں داخل ہونے کے بعد ٹیچرز کو گڈ مارننگ وش کیا جاتا ہے اور جاتے وقت انہیں گڈ بائے کہا جاتا ہے۔۔۔"

وہ اسے ایسے بتا رہی تھیں جیسے وہ کوئی نااہل سٹوڈنٹ ہو اسے غصہ تو بہت آ رہا تھا لیکن وہ ضبط کرتی انہیں گڈ بائے بولتی وہاں سے نکل گئی۔ پھر وہ تصویر کو گالیاں دینے لگی تھی جس کی وجہ سے وہ اس مصیبت میں پھنسی تھی۔ لیکن سارا قصور تصویر کا نہیں تھا قصوروار تو اس کے ماں باپ بھی تھے جنہوں نے اسے یہاں بلایا تھا۔ اچھی بھلی پاکستان میں عیش سے زندگی گزار رہی تھی لیکن ان سے دیکھا نہ گیا اسی لئے اسے اس قید خانے میں بلا کر قید کر دیا۔ اسے شدید غصہ آ رہا تھا سکول آفس میں تو وہ خود پہ کنٹرول کر گئی لیکن سکول کی بلڈنگ سے باہر آتے ہی دونوں ہاتھوں کو مٹھیوں کی صورت میں بند کیے چہرے کے پاس لاتے ہوئے وہ جھنجلاہٹ سے چیخ اٹھی۔

وہ کانوں میں ائیر بڈز لگائے گانے سن رہی تھی کہ تبھی کوئی دروازہ کھولتا اندر چلا آیا۔ اس کو اپنے کمرے میں دیکھ کر وہ بیڈ سے اچھل کر کھڑی ہوئی۔ لیکن اس کے چہرے پہ سختی چھائی دیکھ کر اس کی جان ہوا ہونے لگی۔ اس کے قریب رکتے ہوئے اس نے جارحانہ انداز میں کچھ پیپرز اس کے منہ پہ دے مارے۔ پیپرز منہ پہ لگتے دیکھ اس نے سختی سے آنکھیں بند کیں لیکن پھر بھی اسے اپنی آنکھ کے نیچے جلن کا احساس ہوا۔ پیپرز کا کنارہ لگنے کی وجہ سے آنکھ کے نیچے سرخ لکیر ابھر آئی تھی۔

چینگ حلیمہ کے کہنے پر انہیں اس دن کی تمام ڈیٹیلز دے رہی تھی جس دن عمارہ نے سکول بنک کیا تھا۔ اور ساتھ میں اس نے بینک اسٹیٹمنٹ بھی انہیں تھمائی جہاں پہ پانچ لاکھ ڈالر کسی کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کیے گئے تھے۔ اتنی زیادہ اماؤنٹ دیکھ کر سرد مسکراہٹ ان کے ہونٹوں پہ آن ٹھہری۔

"پتا کرو، یہ اماؤنٹ کس کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کی گئی ہے۔۔۔" حکم ملتے ہی چینگ وہاں سے چلی گئی۔ پھر وہ غصے سے کھولتی ہوئی عمارہ کے پاس جا رہی تھیں کہ تبھی فیما نے ایک دوست کے آنے کی اطلاع دی۔ بڑی مشکل سے خود پہ قابو پا کر چہرے پہ نرم سی مسکراہٹ سجاتے گرمجوشی کے ساتھ ان سے ملی۔

"اصل میں میں تم سے اپنا ڈریس ڈیزائن کروانا چاہتی ہوں۔۔۔" مافیہ نے اپنے آنے کا مقصد ان کے گوش گزار کیا۔

"کیا مسٹر نصیر کی بیٹی کی شادی میں تم بھی انوائیٹڈ ہو۔۔۔" حلیمہ نے حیرانگی سے پوچھا۔

"ہاں اس لئے میں چاہتی ہوں کہ اس شارٹ نوٹس پہ ویڈینگ میں پہننے کے لئے میرا ڈریس تم ڈیزائن کرو۔۔۔"

"میرا شارٹ نوٹس پہ کام کافی ایکسپینسیو ہوتا ہے۔۔۔" وہ انہیں پہلے سے ہی باور کروا رہی تھی۔

"جانتی ہوں، لیکن تمہارا ڈیزائن سب سے منفرد بھی ہوتا ہے۔۔۔" مافیہ کی اس بات پہ ان کا قہقہہ گونجا۔

"چاپلوسی کر رہی ہو۔۔۔؟"

"اوہ نو ڈیئر۔۔۔ ابھی میرے اتنے بھی برے دن نہیں آئے۔۔۔" وہ ناک سکیڑتے بولی۔

"ٹھیک ہے کام ہو جائے گا۔۔۔" اُن کے ہامی بھرتے ہی مافیہ نے شکر کا سانس لیا۔

پھر وہ آرونہ کی طرف مڑیں۔ اس کا حال احوال دریافت کرنے کے بعد وہ اس کی یونیورسٹی کا پوچھنے لگیں۔ وہ اس کے سوالوں کے مختصر سے جواب دیتی رہی لیکن تھوڑی دیر بعد وہ پھر سے مسز مافیہ کے ساتھ باتیں کرنے لگیں۔ ان کو یوں باتیں کرتا دیکھ آرونہ بور ہو رہی تھی پھر اٹھ کر باہر چلی آئی۔

پھر کچھ دیر بعد وہ وہاں سے چلی گئیں۔ ان کی گاڑی کو باہر نکلتا دیکھ اس کے چہرے کے تاثر یکدم تبدیل ہوئے اور وہاں پھر سے سختی چھا گئی۔ ان کے ایک دم کمرے میں داخل ہونے پہ وہ بیڈ پہ سے اچھلی۔

"کیا ہے یہ۔۔۔۔؟" اس وقت اس کے چہرے پہ مسکراہٹ کا شائبہ تک نہ تھا۔ کچھ گھنٹے پہلے اپنے بیٹے سے باتیں کرتے ہوئے وہ نرم خو طبعیت کی عورت لگ رہی تھیں جس کے چہرے پر بڑی شفیق سی مسکراہٹ تھی۔ لیکن یہ تو کوئی اور ہی عورت تھی جو طیش کے عالم میں سرخ آنکھوں سے کھڑی اسے گھور رہی تھیں۔ وہ تو پہلے ہی ان سے خوف کھاتی تھی اور اب تو اس کا دل بند ہونے کے قریب تھا۔ یکدم ہی اس کا سانس گھٹنے لگا لیکن اُنہیں تو کوئی پرواہ ہی نہیں تھی۔

ایک تو پہلے ہی کھوزومی کے گرانے پہ اسکے بازؤوں، کہنیوں اور گھٹنوں میں درد ہو رہا تھا، نہ تو اس نے کوئی میڈیسن کھائی تھی اور نہ ہی زخموں پہ مرہم لگانا بہتر سمجھا تھا۔ رہی سہی کسر ان کے تھپڑ نے پوری کر دی تھی اور اب مزید نا جانے وہ کیا کرنے والی تھیں۔

"کیا ہم تمہارے والدین کے ملازم ہیں جنہیں تم اپنی انگلیوں پر نچا رہی ہو اور یہ پیسہ۔۔۔ کیا وہ پیچھے سے لے کر آئے تھے جنہیں تم اڑا رہی ہو۔۔۔" وہ دونوں ہاتھ سینے پر باندھے ہر لفظ کو چبا کر ادا کر رہی تھیں۔ وہ دوبارہ اس پر ہاتھ اٹھانا نہیں چاہتی تھیں "کیوں" یہ صرف وہ ہی جانتی تھیں۔

"کس سے پوچھ کر تم نے اتنی رقم ضائع کی ہے۔۔۔ پتا بھی ہے پانچ لاکھ ڈالر کتنے ہوتے ہیں۔۔۔ کیا وہ تم نے کمائے تھے بولو۔۔۔؟ کیا تم اتنا کما سکو گی۔۔۔؟" وہ اسے جھنجھوڑتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔

"معلوم نہیں، تم ہمارے کون سے گناہوں کی سزا ہو۔۔۔ تمہارے ماں باپ خود تو اپنی اپنی دنیا میں آوارہ گردی کر رہے ہیں اور تمہیں ہمارے سروں پر تھوپ گئے ہیں۔۔۔ نا جانے کب تک تمہیں بھگتنا پڑے گا۔۔۔" وہ سفاکی کی انتہا پر پہنچی ہوئی تھیں۔ ان کی زبان زہر اگل رہی تھی جس سے اس کی روح مزید زخمی ہو رہی تھی۔ اس کی آنکھوں سے سیل رواں جاری ہو گیا تھا لیکن انہوں نے یہیں بس نہیں کی تھی۔

"تمہارے بے شرم ماں باپ خود تو بے شرمی کرنے کے لیے اجڑ گئے اور تمہیں یہاں چھوڑ گئے۔ اور تم۔۔۔ تم بھی ان ہی کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کر رہی ہو لیکن میری ایک بات کان کھول کر سن لو، میں اپنے گھر میں کوئی بھی ایسی حرکت برداشت نہیں کروں گی۔۔۔ یہ میں ہی ہوں جو تمہیں برداشت کر رہی ہوں اگر میری جگہ تمہارے سو کالڈ ماں باپ ہوتے تو کب کا تمہیں زندہ در گور کر

دیتے۔۔۔ یہ بات تم بھی اچھے سے جانتی ہو کہ یہ گھر تمہارا آخری ٹھکانہ ہے اس گھر کے علاوہ تمہاری کوئی جائے پناہ نہیں۔۔۔ جانتی ہوں کہ تم یہ سب جان بوجھ کر نہیں کرتی، تم سے بس ہو جاتا ہے۔۔۔ آخر کو ماں باپ کا گندا خون تمہیں سکون سے بیٹھنے تھوڑی دے گا۔۔۔ جب جب رگوں میں جوش مارے گا تب تب تم سے ایسی حرکتیں کرواتا رہے گا۔۔۔" اپنے ماں باپ کے بارے میں ایسے القابات سن کر اس نے اپنا نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا لیا تھا کیونکہ وہ کچھ غلط بولنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ الگ بات تھی کہ اسے ایسا حق میسر ہی نہیں تھا۔

"بہت کر لی تم نے اپنی من مانی، میری مرضی کے بغیر اب تم اس گھر سے ایک بھی قدم باہر نہیں نکالو گی۔ اور ہاں وہ پیسے جسے اپنے ماں باپ کی کمائی سمجھ کر اڑا چکی ہو مجھے ہر حال میں واپس چاہئیں۔ یہ بات تو طے ہے چاہے میں تمہاری جتنی مرضی اچھی پرورش کر لوں ہر بار تم مجھے یہ باور کرواتی ہو کہ گندا خون گندا ہی ہوتا ہے جو کبھی صاف نہیں ہو سکتا۔۔۔ مجھے شرم آ رہی ہے تمہیں دیکھتے ہوئے۔۔۔ تم سدھر نہیں سکتی، کبھی بھی سدھر نہیں سکتی۔۔۔" اپنا غصہ نکال کر وہ جیسے آئی تھیں ویسے ہی واپس چلی گئی تھیں۔

ان کے جانے کے بعد وہ وہیں بیٹھتی چلی گئی تھی۔ ان کی باتیں اس کی زخمی روح پر تازیانے کی طرح لگی تھیں۔ کافی دیر تک وہ روتی رہی، رو رو کر اس کا گلا خشک ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اسے سانس لینے میں پرابلم ہونے لگی تھی لمبے لمبے سانس لیتی وہ کھڑکی کے پاس چلی آئی۔ کھڑکی کے پردے سرکا کر اس نے گلاس ڈور کھول دیئے، ہلکی ہلکی ہوا اس کے چہرے کے ساتھ ٹکرانے لگی لیکن اس کے باوجود وہ اس کے اندر کے گھٹن کو کم نہیں کر پا رہی تھی۔ اس کو ابھی بھی سانس لینے میں مسئلہ ہو رہا تھا۔ وہ ٹھیک طرح سانس نہیں لے رہی تھی یا پھر لینا ہی نہیں چاہتی تھی۔ اس کی کھڑکی کے سامنے ہی سوئمنگ پول تھا اور

اس کے کمرے کے اوپر آنش کا کمرہ تھا۔ وہ گلاس ونڈو کو دھکیلتی کمرے سے باہر نکل آئی لیکن اس کی سانس مزید اکھڑنا شروع ہو گئی۔ سینے پر ہاتھ مارنے کے ساتھ وہ سانس اندر کھینچ رہی تھی لیکن ایسا کرتے ہوئے سوائے درد کے اسے اور کچھ بھی نہیں مل رہا تھا۔ وہ اس اذیت میں رہنا چاہتی تھی لیکن اس سے یہ تکلیف برداشت بھی نہیں ہو پا رہی تھی۔ آنسوؤں کی لڑیاں ٹوٹ کر گالوں پر بہہ رہی تھیں۔ وہ تڑپ رہی تھی اور کوئی بہت غور سے اس کی حالت کو ملاحظہ فرما رہا تھا۔

وہ کافی کا کپ لئے اپنے کمرے کی بالکنی میں چلا آیا۔ ہلکی ہلکی ہوا اعصاب کو سکون پہنچا رہی تھی۔ کافی پینے کے ساتھ ساتھ وہ سوئمنگ پول میں نظر آتے نائٹ بلب کے عکس کو بھی دیکھ رہا تھا۔ ہوا کی وجہ سے پول میں موجود پانی کی چھوٹی چھوٹی لہریں بن کر معدوم ہو جاتی۔ یہ منظر ہمیشہ اسے اٹریکٹ کرتا تھا۔ اسے دیکھتے ہوئے آپ ہی آپ اس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آ جاتی۔ اب بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا پورے دن کی تھکن غائب ہو کر لب مسکرانے لگے تھے۔ لیکن اگلے ہی لمحے اس کے لب سکڑ گئے تھے۔ وجہ عمارہ تھی جو سوئمنگ پول کے پاس چلی آئی۔ اسے دیکھ کر اسے تھوڑی دیر پہلے والا واقعہ یاد آ گیا تھا جب مام سپاٹ چہرہ لئے ڈنر کے لئے آئی تھیں۔ فیما اسے بلانے جا رہی تھی کہ حلیمہ کی آواز پہ اسے رکنا پڑا۔

"وہ ڈنر کے لئے نہیں آئے گی۔۔۔" حلیمہ کے بتانے پہ اس نے بے اختیار ہی فیما کی طرف دیکھا تھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"لیکن میڈم۔۔۔۔" فیما کچھ کہنے والی تھی لیکن حلیمہ کے بولنے پہ خاموش ہو گئی۔

"میں اسے بلانے گئی تھی لیکن شاید آج وہ ڈنر کرنے کے موڈ میں نہیں ہے۔۔۔"

اب حیران ہونے کی باری آنش کی تھی کیونکہ یہ بات وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ مام سے کتنا ڈرتی ہے۔ صبح بھی وہ ناشتہ کیے بغیر ہی چلی گئی تھی لیکن اب ڈنر سے انکار کر کے وہ ثابت کیا کرنا چاہتی ہے۔

اس نے دیکھا وہ سینے پہ ہاتھ مارتی لمبے لمبے سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ اس لڑکی کے ڈراموں سے تنگ آ گیا تھا۔ اس کی حرکتیں اس کے غصے کے گراف کو بڑھا دیتی تھیں۔ اب وہ سانس روکنے کا ڈرامہ کرتی کیا ثابت کرنا چاہتی ہے۔ اس کی ڈرامہ بازی کو دیکھتے ہوئے اس کا دل چاہ رہا تھا وہ خود جا کر اس کا گلا دبا آئے تاکہ اس مصیبت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جان چھوٹ جائے۔ ایک لمحے کے لئے اس سوچ پہ دل کانپا جیسے وہ نظرانداز کر گیا۔ کافی بھی ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ اس کو دیکھ کر موڈ تو ویسے ہی غارت ہو گیا تھا۔ وہ مزید وہاں کھڑے ہو کر اس کے تماشے نہیں دیکھ سکتا تھا اسی لئے کمرے میں واپس چلا گیا۔

"اچھا اب غصہ تھوک بھی دو، یوں منہ پھلائے تم اچھی نہیں لگ رہی، کیوں سائبہ۔۔۔؟" اسے منانے کے ساتھ ساتھ تصویر پاس بیٹھی اس کی چھوٹی بہن سے بھی تصدیق چاہ رہا تھا۔ وہ کب سے اسے منانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن وہ تو کچھ زیادہ ہی ناراض تھی جو ماننے کو تیار ہی نہ تھی۔

جب وہ گھر آیا تو خالہ جان سے معلوم ہوا کہ سکول میں ایڈمیشن ملنے کی خوشی میں منہ سجائے کمرے میں گوشہ نشین ہو گئی ہے۔ ساری بات سننے کے بعد وہ جان چکا تھا کہ سارا نزلہ اسی پہ گرنے والا ہے تو وہ چینج کرنے چلا گیا۔ چینج کرنے کے بعد پہلے تو اس نے کھانا کھایا کیونکہ اسے نہیں پتا تھا وہ کتنی دیر تک منتیں کروانے والی ہے تو اسے منانے سے پہلے تھوڑی انرجی بنا لی جائے، ویسے بھی اس نے تو آج لنچ بھی نہیں کیا تھا اسی لئے پیٹ میں تو پہلے ہی چوہوں نے ادھم مچا رکھا تھا۔ کھانا کھا کر وہ گہری سانس لیتا اس

کے کمرے کے دروازے کے پاس چلا آیا پھر آہستہ سے دروازہ بجانے لگا۔ خالہ کچن سے نکل کر اپنے کمرے میں جانے لگی تو اسے مونا کے دروازے کے پاس کھڑا دیکھ کر اس پر مزید غصہ ہونے لگیں۔

"تم ادھر کیوں کھڑے ہو، کوئی ضرورت نہیں ہے اس کی منتیں کرنے کی، ویسے بھی جب مہارانی کو بھوک لگے گی تو خود بخود ہی حجرے سے باہر تشریف لے آئے گی۔ اس لئے جاؤ، جا کر آرام کرو پھر رات کو نائٹ شفٹ بھی ہے تمہاری۔ اور اس سے تو آج اس کا باپ ہی نمٹے گا۔" مونا کو کوستی ہوئیں وہ تصویر کو کمرے میں جانے کا کہہ رہی تھیں جو مونا کے کمرے کے ساتھ والا ہی تھا۔ ان کی خفگی کو دیکھتے ہوئے وہ سر ہلاتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا تو وہ بھی سر جھٹکتی اپنے کمرے میں چلی گئیں جو کہ ان کے کمروں کے سامنے ہی تھا۔

جس فلور پہ ان کا فلیٹ تھا وہاں پر صرف دو ہی فلیٹ تھے۔ ان کے گھر کے داخلی دروازے کے ساتھ ہی دائیں طرف کچن تھا پھر تھوڑا سا آگے چل کر ایک بڑا سا ڈرائنگ روم تھا جہاں دائیں طرف والی جگہ پہ کچن کی دیوار کی طرف صوفے رکھے گئے تھے اور سامنے ایل ای ڈی نصب کی گئی تھی اور اس طرف ہی ونڈو تھی جبکہ داخلی دروازے کے سامنے والی جگہ جو کہ ڈرائنگ روم کا بائیاں حصہ بنتا تھا وہاں پہ ایک چھوٹی سی ڈائینگ ٹیبل تھی جو کہ سفید رنگ میں تھی صوفے کی طرف نیچے نیلے رنگ کے رگ بچھے آنکھوں پہ اچھا تاثر چھوڑتے تھے۔ پھر ڈرائینگ روم کے آگے درمیان میں ایک گلی نکلتی تھی جہاں بائیں طرف دو واش روم تھے اور دائیں طرف دو کمرے تھے جن میں ایک کمرا جو ساتھ والے کمرے کی نسبت بڑا تھا وہ ان تینوں بہنوں مونا، لائبہ اور سائبہ کا تھا اور دوسرا کمرا تصویر کو دیا گیا تھا اور پھر سامنے ایک بڑا کمرا تھا جو ان دونوں کمروں سے بڑا تھا وہ ریحانہ بیگم اور ان کے شوہر بشیر کا تھا۔

ریحانہ بیگم کے کمرے میں جانے کے بعد تصویر باہر چلا آیا، جو بھی تھا اب اسے منانا تو بنتا ہی تھا۔ لیکن اب کی بار اس نے دروازے پر دستک دینے کی غلطی نہیں کی تھی اس نے آہستہ سے ناب کو گھمایا اور دروازہ کھلتا چلا گیا، اب پتا نہیں دروازہ پہلے سے ہی کھلا تھا یا اس نے ابھی کھولا تھا۔ دروازے کو دھکیلتے ہوئے وہ اندر چلا آیا جو سامنے ہی منہ پھلائے گود میں تکیے رکھے بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ اس کی طرف سے رخ موڑ گئی تو وہ چلتا ہوا اس کے سامنے چلا آیا، جس پہ جھنجلاتے ہوئے وہ گود میں رکھے تکیوں پہ نظریں ٹکا چکی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی دونوں بہنیں بھی وہیں چلی آئی تھیں۔

"دیکھو مونا! ناراضگی چھوڑ دو۔۔۔ تمہیں پتا ہے میں نے صبح سے کچھ بھی نہیں کھایا اور صرف تمہاری وجہ سے میں اپنی جاب پہ بھی نہیں گیا۔۔۔ کتنی بڑی قربانی دی ہے اور تم ہو کہ مان ہی نہیں رہی۔۔۔" وہ بیچارگی سے کہہ رہا تھا۔

"لیکن تصویر بھائی ماما تو کہہ رہی تھیں کہ آپ کھانا کھا چکے ہیں۔۔۔" لائبہ نے اپنی باریک سی آواز سے اس کا بھانڈا پھوڑا تو مونا جو پہلے ترس کھا کر سیدھی ہونے ہی والی تھی پھر سے اپنی سابقہ پوزیشن میں چلی گئی جبکہ تصویر نے دانت کچکچا کر لائبہ کو گھورا تھا جس کی وجہ سے وہ پھر سے اینٹھ گئی تھی۔

"تصویر بھائی، آج تو آپ کی نائٹ شفٹ سے چھٹی ہے۔۔۔" سائبہ نے بھی اپنی باریک سی آواز سے اس کا دوسرا بھانڈا پھوڑا تو اب کی بار مونا غصے سے اسے گھورنے لگی تھی جو لائبہ اور سائبہ کو گھور رہا تھا۔ ایک تو دونوں جڑواں تھیں اوپر سے دونوں کی حرکتیں بالکل ایک جیسی ہی تھیں۔ فساد ڈالنے میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا کم از کم تصویر کو تو اس وقت یہ ہی لگ رہا تھا۔

"میسنیوں۔۔۔ تم دونوں کو تو میں دیکھ لوں گا۔ آئندہ سے اپنی چاکلیٹس کے لئے کوئی اور بھائی ڈھونڈ لو کیونکہ میں تو تم لوگوں کو کچھ بھی دینے والا نہیں ہوں۔۔۔" ان دونوں کو ڈانٹ کر وہ مونا کی طرف مڑا تھا جس کا منہ مزید پھول گیا تھا۔

"مونا۔۔۔ تم تو جانتی ہی ہو کہ میں کھانا صبح کو گھر سے کھا کر جاتا ہوں تو پھر شام کو گھر پر ہی واپس آ کر کھاتا ہوں۔۔۔ یقین مانو بڑی بھوک لگ رہی تھی تمہیں منانے کی بالکل بھی ہمت نہیں ہو رہی تھی اسی لئے میں نے سوچا کیوں ناں پہلے پیٹ پوجا کر لوں پھر تمہیں مناؤں گا کیونکہ تمہیں منانے کے لئے انرجی درکار تھی جو کہ بھوکے پیٹ میرے پاس نہیں تھی۔۔۔" وہ بھولی سی شکل بنا کر کہہ رہا تھا جبکہ اس کے معصومانہ انداز پہ مونا کو ہنسی آ گئی تھی۔

"ٹھیک ہے آپی ایک شرط پر مانیں گی اگر آپ ہم تینوں کو زنگر برگر کھلانے لے کر جائیں گے۔۔۔" ان دونوں میسنیوں نے یکمشت اپنی باریک سی آواز میں کہا تو مونا ان لومڑیوں کی چالاکی پہ آنکھیں پھاڑے انہیں دیکھے گئی جو اس کی آڑ میں اپنی فرمائشیں پوری کروا رہی تھیں۔

"اچھا جو خالہ نے کھانا بنایا ہے اس کا کیا۔۔۔" ان دونوں کے سر پہ چپت لگاتے ہوئے وہ یاددہانی کروا رہا تھا۔ "ویسے بھی یہاں مونا کی بات ہو رہی ہے تم دونوں کی نہیں، اس لئے چلو اب نکلو یہاں سے۔۔۔" ان دونوں کو آنکھیں دکھاتا وہ مزید بولا تھا۔ اس کی کنجوسی کو دیکھتے ہوئے مونا نے اپنی بہنوں کی ہاں میں ہاں ملا دی۔

"اب تم نے جو غلطی کی ہے اس کی اتنی سزا تو بنتی ہے۔۔۔" اس کے حامی بھرتے ہی لائبہ اور سائبہ دونوں نے ہی "یاہو۔۔۔" کا نعرہ لگایا۔

"خالہ سے اجازت کون لے گا۔۔۔" تصویر نے اپنی سی ایک کوشش کرنی چاہی تو وہ بھڑک اٹھی۔

"کیا مطلب ہے اجازت کون لے گا۔۔۔ تم لو گے، ابھی اور اسی وقت لو گے۔۔۔ ہم جا رہے ہیں تو بس جا رہے ہیں۔۔۔" وہ اٹل لہجے میں کہتی بیڈ سے اٹھ گئی تھی۔

"جاؤ، تم جا کر ماما سے اجازت لو تب تک ہم تینوں تیار ہوتی ہیں۔۔۔" اس کے کہنے پہ وہ ناچار اٹھ کھڑا ہوا۔

مسز حلیمہ کے بتانے پہ کہ عمارہ ڈنر نہیں کرنا چاہتی فیما تشویش میں مبتلا ہو گئی۔ صبح اس کے ناشتہ کیے بغیر چلے جانے پہ وہ پورا دن پریشان رہی تھی۔ اسے یہ ہی فکر لاحق رہی کہ پتا نہیں اس نے سکول میں کچھ کھایا بھی ہو گا یا نہیں۔؟ اور اب وہ ڈنر کرنے سے بھی انکاری تھی۔ اگر بھوکے رہنے سے اس کی طبعیت خراب ہو گئی تو کیا ہو گا۔ آنش اور حلیمہ کو کمرے میں جاتے دیکھ فیما اس کے کمرے میں چلی آئی۔

فیما کمرے میں آئی تو وہ اسے کہیں بھی نہ ملی۔ اس نے واش روم چیک کیا لیکن وہ وہاں بھی نہیں تھی۔ گلاس ونڈو کھلی دیکھ کر وہ وہاں چلی آئی۔ جب باہر جانک کر دیکھا تو ششدر رہ گئی کیونکہ وہ سینے پہ ہاتھ رکھے دوہری ہوتی، آہستہ آہستہ سوئمنگ پول کے اندر جا رہی تھی۔ اس کو ایک نظر دیکھ کر ہی فیما کو پتا لگ گیا تھا کہ اسے اٹیک آ رہا ہے لیکن اس کا اس حالت میں پول کے اندر جانا بہت ہی خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔ اس کی سانسیں کسی بھی لمحے اس کا ساتھ چھوڑ سکتی تھیں۔ اس کی بگڑتی حالت دیکھ کر فیما کی جان نکل گئی۔ وہ وہیں سے اسے آوازیں لگانے لگی تھیں جو پانی کے اندر جا رہی تھی۔

فیما کی آواز آنش تک با آسانی پہنچ رہی تھی۔ فیما کے پکارنے کا انداز اتنا ہولناک تھا کہ وہ بالکونی میں آنے پہ مجبور ہو گیا۔ لیکن سامنے کا منظر اس کے ہاتھ پاؤں پھلا گیا۔ جہاں وہ پانی کے اندر غوطے کھا رہی تھی۔

شاید اسے اٹیک ہوا تھا لیکن وہ پانی میں کیسے گئی یہ سوچنے کا ابھی وقت نہیں تھا۔ ابھی صرف اسے بچانا ضروری تھا جس کا وجود بے جان ہو رہا تھا۔ پھر وہ کچھ بھی سوچے سمجھے بغیر بالکونی سے کود گیا۔

* * *

"چلو ٹیکسی کرواؤ۔۔۔" ریحانہ بیگم سے واک کا کہہ کر وہ ان تینوں کو لے کر چلا آیا۔ ابھی وہ بلڈنگ سے باہر نکلے ہی تھے کہ مونا میڈم کی نئی فرمائش پر وہ عش عش کر اٹھا۔

"اوہ محترمہ۔۔۔ دس منٹ کی مسافت پہ ریسٹوران ہے اور تم دونوں کہاں جا رہی ہو۔۔۔" مونا کو جواب دینے کے بعد وہ ان دونوں کی طرف متوجہ ہوا تھا جو بھاگ رہی تھیں۔

"ذرا ٹھہرو۔۔۔" وہ بھاگ کر ان دونوں تک پہنچا پھر ان دونوں کی کلائیوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر چلنے لگا۔

"تصویر بھائی۔۔۔ ہم چھوٹی بچیاں تھوڑی ہیں جن کا آپ یوں ہاتھ پکڑ کر چلیں گے۔۔۔" سائبہ نے ناک چڑھا کر کہا تو لائبہ نے بھی اس کا ساتھ دیا تھا جبکہ تصویر نے ایک اچٹتی نظر دونوں پہ ڈالی جو خود کو بی اماں ظاہر کروا رہی تھیں لیکن پھر بھی اس نے ریسٹوران تک دونوں کا ہاتھ نہیں چھوڑا تھا۔ ریسٹوران پہنچ کر اس نے جیسے ہی دونوں کا ہاتھ چھوڑا تو وہ کاؤنٹر کی طرف لپکیں اور اپنی اپنی مرضی کا آرڈر دینے لگیں، مونا تو دونوں کی پھرتی کی معترف ہو رہی تھی۔ خیر وہ دونوں خالص ہانگ کانگ کی پیداوار تھیں تو اتنی تیزی طراری تو بنتی تھی۔

"تصویر بھائی، آپ کیا لیں گے۔۔۔؟" لائبہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تو وہ گہری سانس لے کر رہ گیا۔

"تم اپنی آپی کو لے کر اوپر جاؤ اور جا کر کوئی سیٹ ڈھونڈو تب تک میں آرڈر لے کر کے آتا ہوں۔۔۔"

ان کو کہنے کے ساتھ ہی وہ کاؤنٹر کی طرف مڑا لیکن اسکرین پہ لکھی اماؤنٹ کو دیکھ کر اس کا کلیجہ منہ کو آگیا تھا۔ اس نے اپنا والٹ باہر نکالا جس میں ایک سو پچاس ڈالر تھے۔ آج اس نے اپنی امی کو پاکستان پیسے بھیجے تھے۔ جس کے بعد ایک سو پچاس ڈالر اس کے پاس بچے تھے، ان پیسوں کے ساتھ اسے اپنا پورا ہفتہ نکالنا تھا۔ کیونکہ ہفتے بعد اسے سیلری ملنی تھی۔ وہ کوئی کنجوس نہیں تھا، وہ ایک محنت کش اور خوددار لڑکا تھا، وہ اپنی خالہ کے پاس رہتا ضرور تھا لیکن اپنا تمام تر خرچ خود اٹھاتا تھا۔ ریحانہ بیگم بھی اس کی طبعیت سے اچھی طرح واقف تھیں اسی لئے وہ اسے لائبہ اور سائبہ کے اوپر خرچ کرنے پہ ٹوکتی رہتی تھیں۔ آج وہ ان سے جھوٹ بول کر آیا تھا اگر وہ انہیں اصل وجہ بتا دیتا تو وہ کبھی بھی اجازت نہ دیتیں بلکہ ان تینوں کی طبعیت بھی صاف کر کے رکھ دیتیں۔

پھر وہ کیشئیر کی جانب اپنی ہفتے بھر کی کمائی بڑھا چکا تھا۔ ریسیپٹ کے ساتھ اکتیس ڈالر اور کچھ سینٹ اسے واپس ملے تھے۔ اکتیس ڈالر کو والٹ میں رکھتے ہوئے اس کی آنکھیں بھر آگئیں جن کو جھپک کر وہ صاف کر چکا تھا۔ کوئی نہیں جانتا تھا کہ پردیس کی زندگی کتنی مشکل ہوتی ہے۔ سب کو یہی لگتا ہے کہ لڑکا باہر اپنی پڑھائی کرتا ہے لیکن پڑھنے کے ساتھ ساتھ وہ ناصرف اپنا خرچ بلکہ اپنے گھر والوں کا خرچ بھی اٹھاتا تھا۔ سب کہتے تھے کہ وہ کنجوس ہے جو پائی پائی کا حساب رکھتا تھا لیکن ماں باپ کے پیسے پر عیش کرنا آسان تھا لیکن محنت کر کے پیٹ بھرنا نہایت ہی مشکل کام تھا۔ اس کا آرڈر آچکا تھا۔ اپنی ٹرے کو اٹھا کر وہ جیسے ہی سیڑھیاں چڑھنے لگا کہ اچانک اس کے ہاتھ سے ٹرے چھوٹ کر زمین بوس ہو گئی۔ وہ بس آنکھیں پھاڑے دیکھتا رہ گیا تھا۔ اس کا سارا خون سمٹ کر چہرے پہ آگیا تھا پھر اس کی آنکھوں سے

خود بخود ہی پانی نکلنے لگا جسے وہ جلدی سے صاف کر چکا تھا۔ سیڑھیوں پہ کسی کی موجودگی کو پا کر اس نے دھندلائی آنکھوں سے چشمہ درست کرتے ہوئے اس طرف دیکھا تو دنگ رہ گیا۔

"تصویر بھائی! کیا ہوا، آپ ٹھیک تو ہیں۔۔۔؟ آپ کو چوٹ تو نہیں آئی۔۔۔؟" سائبہ سے بیٹھ کر انتظار نہیں ہو رہا تھا تو وہ اٹھ کر چلی آئی۔

"پتا نہیں کیسے۔۔۔ کیسے مجھ سے گر گئی۔۔۔" وہ گھبراتے ہوئے ایسے بول رہا تھا جیسے مجرم جرم کا اعتراف کر رہا ہو، اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا، آواز بھی کانپ رہی تھی بس رونا باقی رہ گیا تھا۔

"کوئی بات نہیں، ہو جاتا ہے۔۔۔ لیکن مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ آپ اتنا گھبرا کیوں رہے ہیں۔۔۔" اس کے چہرے کو دیکھنے کے بعد وہ نیچے گری ریسیپٹ اٹھا کر اس کا ہاتھ تھام کر کاؤنٹر پہ چلی آئی پھر چائنیز میں انہیں کچھ کہنے کے ساتھ ریسیپٹ بھی ان کی طرف بڑھا چکی تھی۔ بات کرنے کے بعد وہ مڑی تو مونا بھی وہاں آ چکی تھی۔

"کیا ہوا۔۔۔؟"

"کچھ نہیں۔۔۔ بس تصویر بھائی سے ٹرے چھوٹ کر نیچے گر گئی۔۔۔"

"تو پھر اب۔۔۔؟" مونا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"تو اب وہ نیا سیٹ دے رہے ہیں۔۔۔" اب کی بار بھی جواب سائبہ کی طرف سے ہی آیا تھا جبکہ تصویر تو کچھ بولنے کے قابل ہی نہیں رہا۔

"مونا پلیز، تم سائبہ کے پاس کھڑی ہو جاؤ میں لائبہ کے پاس جاتا ہوں۔۔۔" اپنا چشمہ درست کرتا وہ وہاں سے چلا گیا تو سائبہ مونا کی طرف دیکھنے لگی۔

"اسے کیا ہوا۔۔۔؟" مونا نے اسے جاتے ہوئے دیکھ کر پوچھا تھا۔

"لگتا ہے بھائی کچھ زیادہ ہی اپ سیٹ ہو گئے ہیں۔۔۔"

مونا صرف "ہمم" ہی کہہ سکی تھی۔

"تصویر بھائی اب اپنا موڈ ٹھیک بھی کر لیں۔۔۔ دیکھیں! ہم نیا سیٹ لے تو آئے ہیں۔۔۔" برگر کھاتے ہوئے سائبہ اس کو تسلی دے رہی تھی جس کا موڈ ہنوز خراب تھا۔

"تم نے ان سے کیا کہا تھا جو اس نے تمہیں نیا سیٹ دے دیا۔۔" مونا کا اشارہ کیشئیر کی طرف تھا۔

"میں نے ان سے کہا ہمارا آرڈر گر گیا ہے اسی لئے ہمیں نیا دے دیں۔۔۔" سائبہ نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"اور اس نے تمہاری بات اتنی آسانی سے مان لی۔۔۔" مونا ابھی بھی حیران تھی۔

"تو اس میں کون سی بڑی بات ہے، جب آرڈر خراب ہو جائے یا آپ سے گر جائے تو آپ ان کو انفارم کر کے نیا سیٹ لے سکتے ہیں۔۔۔"

برگر کا آخری پیس منہ میں رکھتے ہوئے اس نے مونا کی معلومات میں اضافہ کیا۔ اس کی پوری بات سن کر مونا نے تصویر کی طرف دیکھا جو سر جھکا کر بیٹھا تھا پھر وہ خاموشی سے کھانے میں مصروف ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد چند آوازوں پر اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ وہ تین لڑکے تھے جو اونچی آواز میں بول رہے تھے۔ وہ تینوں ان کے ساتھ والی ٹیبل سنبھال چکے تھے۔ وہ اردو میں بات کر رہے تھے اسی لئے ان کی آواز خاصی اونچی تھی، بات کے آخر میں وہ قہقہ بھی لگا لیتے تھے۔ اپنی بولی سن کر مونا نے ان تینوں کو غور

سے دیکھا۔ دو لڑکوں کے چہرے اس کی نظروں کے سامنے تھے جبکہ تیسرے کی اس کی جانب پیٹھ تھی۔ وہ دونوں بہت ہی خوبصورت تھے تبھی تیسرا اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے سامنے والی کرسی پہ بیٹھ گیا، اب اس کا چہرہ مونا کے سامنے تھا اس کو دیکھتے ہی مونا کے طوطے اڑ گئے۔ وہ اسے پہلی نظر میں ہی پہچان گئی تھی یہ تو وہی بھائی صاحب تھا جو اس دن اسے مشکوک سمجھ کر گھر تک چھوڑنے آیا تھا۔ پھر وہ نا محسوس انداز میں تصویر کی آڑ میں چھپ گئی تھی۔

"جلدی جلدی ختم کرو۔۔۔" ان دونوں کو ڈپٹنے کے بعد وہ دل ہی دل میں خود سے بھی مخاطب تھی۔

"کیا ضرورت تھی یہاں آنے کی۔۔۔؟" ساتھ ہی وہ ایک گھوری پاس بیٹھی اپنی بہنوں پہ بھی ڈال چکی تھی جن کی بدولت وہ یہاں آئی تھی۔ جلدی جلدی میں فرنچ فرائز کھاتے ہوئے اس کا ہاتھ اپنی ڈرنک سے ٹکرایا اور وہ زمین بوس ہو گئی۔ اس کے گرنے کی آواز پر ارد گرد بیٹھے لوگوں کے ساتھ ساتھ ان تینوں نے بھی پلٹ کر اس کی طرف دیکھا، پھر وہ دونوں تو رخ موڑ گئے تھے لیکن بھائی صاحب نے اسے دیکھ کر تاسف سے سر ہلایا تھا۔

"تصویر بھائی۔۔۔ اب تو ریلیکس ہو جائیں، دیکھیں! مونا آپی نے بھی ڈرنک گرا دی ہے۔۔۔" لائبہ نے ہنستے ہوئے کہا تو مونا کی گھوری اسے خاموش ہونے پہ مجبور کر گئی۔

"تم ٹھیک ہو۔۔۔" اس کی اڑی رنگت کو دیکھ کر تصویر نے پوچھا۔

"ہاں ٹھیک ہوں، لیکن اگر زیادہ دیر یہاں بیٹھی رہی تو ٹھیک نہیں رہ پاؤں گی۔۔۔" وہ بس بڑبڑا کر ہی رہ گئی۔

"چلو چلتے ہیں۔۔۔"

"لیکن آپی مجھے ختم تو کرنے دیں۔۔۔" سائبہ نے اپنی ڈرنک کو دیکھتے ہوئے احتجاج کیا تھا۔

"راستے میں پیتی رہنا۔۔۔" کہنے کے ساتھ ہی وہ ان دونوں کا ہاتھ پکڑ کر اٹھا چکی تھی، تصویر بس خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ بنا تماشا کیے وہاں سے نکلنا چاہتی تھی لیکن برا ہو دونوں میسنیوں کا جنہوں نے عین بھائی صاحب کے پاس پہنچ کر اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ نکالا۔

"ہم کوئی چھوٹی بچیاں نہیں ہیں، ہمیں راستہ آتا ہے، ہم خود گھر تک جا سکتی ہیں۔۔۔" دونوں کے یک زبان بولنے پہ اس کا چہرہ توہین کے احساس سے سرخ ہو گیا۔ بے اختیار ہی اس کی نظر اس طرف اٹھی۔ بھائی صاحب کو اپنی طرف دیکھتے پا کر وہ پیر پٹختی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔ وہ تینوں اس کے پیچھے ہی لپکے۔

"مونا رو کیوں رہی ہو۔۔۔" اس کو آنکھیں رگڑتا دیکھ تصویر نے تشویش کا اظہار کیا تو وہ جھنجلا گئی۔

"فی الحال میں کسی سے بات نہیں کرنا چاہتی۔۔۔" آنسو صاف کرتی وہ غصے سے ایک طرف چلنے لگی۔

"مونا تم غلط سمت جا رہی ہو، گھر اس طرف ہے۔۔۔" اس کو غلط سمت جاتے دیکھ تصویر نے پکارا تو وہ خاموشی سے ان کے پیچھے چلنے لگی۔

پول میں چھلانگ لگاتے "شڑاپ۔۔۔" کی آواز ابھری۔ وہ ایک دم کانپ کر رہ گیا۔ پانی برف جتنا ٹھنڈا تھا۔ آنش نے غصیلی نظروں سے عمارہ کو دیکھا۔ اس کا جسم پانی میں ہچکولے کھا رہا تھا۔ اسے پول سے باہر نکالنے کے بعد آنش نے فیما کو جلدی سے ٹاول اور ان ہیلر لانے کو کہا۔ وہ ماتھے پہ تیوری چڑھائے اسے دیکھ رہا تھا جو آنکھیں بند کیے سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی۔ سانس لیتے ہوئے اس کے منہ سے عجیب قسم کی آواز نکل رہی تھی۔ اس کے وجود کی کپکپاہٹ کو وہ اپنی بانہوں میں محسوس کر

سکتا تھا۔ آنش کو لگ رہا تھا کہ اگلے دو سیکنڈ کے اندر کچھ نہ کیا گیا تو اس کا سانس بند ہو جائے گا۔ اس کی خوش قسمتی تھی کہ فیما بھاگ کر وہاں آئی اور آتے ہی ان ہیلر اس کی جانب بڑھا چکی تھی۔ پھر اگلے ہی لمحے وہ ان ہیلر اس کے منہ سے لگا گیا۔ اس نے ایک سانس اندر کھینچنے کے بعد کچھ سیکنڈ تک سانس روکے رکھی پھر آہستہ آہستہ سانس لینا شروع کر دی۔ شاید کچھ دیر پہلے خود کو اذیت دینے کے بعد وہ اب سنبھل چکی تھی۔ وہ آہستہ آہستہ آنکھیں کھول رہی تھی رونے کے سبب پپوٹے کافی سوجھ گئے تھے۔ دونوں کی نظریں ٹکرائیں، ایک کی نظروں میں غصہ تو دوسرے کی نظروں میں اذیت رقم تھی۔

پبلشر نوٹ

ہم نے اپنی پوری کوشش کی ہے کہ کسی ایسے برینڈ کا نام یہاں نہ لکھا جائے جو کسی بھی طرح فلسطین کے ساتھ کئے جانے والے ظلم کا حصہ ہو، اس لئے آپ کو تخیل کی دنیا میں لے جانے کیلئے کسی کیفے، برینڈ کی جگہ 'مشہور' کا لفظ دکھائی دے گا۔۔۔ اس سب کے باوجود بھی اگر آپ کو کہیں کسی ایسے برینڈ کا ذکر ملتا ہے تو ہمیں ضرور آگاہ کیجئے گا۔

بحیثیت انسان ہم پر لازم ہے کہ ہم انسانیت سوز واقعات کی روک تھام کیلئے تقلیدی کردار ادا کریں۔ معلومات کیلئے آپ نیچے دیئے گئے لنک کو دیکھ سکتے ہیں۔

https://www.instagram.com/p/DOGLLCrjgRn/?igsh=MWpoejB1ZHl2cmR6OQ==

رائٹرز اکاؤنٹ کا لنک

https://www.instagram.com/sararayofficial_?igsh=MXMwd2toaHF4aGYzYw==

پبلشر اکاؤنٹ

https://www.instagram.com/kahanifreak?igsh=Ym1uaDcydjEybWx5